عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

هفت روزه
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

قیمت ۷ روپے

جلد: ۲۷ | ۲۶/ربیع الاول تا ۳/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۱۳

اصل افراد

اسلام دشمنوں کی ہرزہ سرائی!

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیزؒ

سامراجی نبی کے دعاوی

Website: www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.org

Email: editorkn@yahoo.com

بیمار ذہنیت کی علامت

مجاہد شاہ، کراچی

سوال:...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے کبھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔''

اس حدیث کے متعلق ایک مصنف صاحب اپنی تصنیف ''ازدواجی خوشیاں...... مردوں کے لئے'' میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت باطل اور جھوٹی ہے، کیونکہ اس کی سند میں برکت بن محمد جلی کذاب راوی ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ خاوند کا اپنی بیوی کو دیکھنا گناہ نہیں بلکہ باعث ثواب ہے، وہ دو احادیث پیش کرتے ہیں:

''اپنی شرم گاہ کو پردے میں رکھ مگر اپنی بیوی سے نہ چھپا۔''

(ابوداؤد، احمد، ترمذی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ مباشرت کے وقت اپنی بیوی کی شرم گاہ کو دیکھنا اولیٰ اور افضل ہے۔''

مولانا صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں راہ نمائی فرمائیں اور حقیقت سے آگاہ کریں؟

جواب:...... میرے بھائی! یہاں دو باتیں ہیں۔ ایک ہے جواز اور ایک ہے اس جواز پر عمل کرنا، ان دونوں میں فرق ہے۔ بے شک فقہا اور محدثین نے اگرچہ بیوی کی شرم گاہ دیکھنے کو

مولانا سعید احمد جلال پوری

مباح قرار دیا ہے، لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاء کو بیان فرما رہی ہیں۔

بتلایا جائے یہ کیونکر باطل ہے؟ کیا آپ ہر جائز کام کیا کرتے ہیں، مثلاً بلغم اور اپنے ناک کی رینٹ نگلنا جائز ہے، کیونکہ وہ پاک ہے، کیا آپ اپنا بلغم یا ناک کی رینٹ نگلنا پسند کریں گے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ میرے بھائی! یہ تو ان مقدس ہستیوں کی پاکبازی ہے کہ ایک ایسا مباح عمل جو فطری اور طبعی شرم و حیاء کے منافی تھا، اس سے انہوں نے احتراز کرکے امت کو اس فطری حیاء کی تعلیم دی ہے، مگر یہ صاحب ان کی اس پاکبازی کو صرف اس لئے باطل اور غلط کہتے ہیں کہ ان کے ذوق فاسد کے خلاف ہے۔ حالانکہ اس پر تو ایک مسلمان کو جھوم جانا چاہئے تھا کہ ہمارے ماں باپ اتنے حیاء دار تھے، چہ جائیکہ ان کے اس فطری شرم و حیاء پر مبنی عمل کو باطل قرار دیا جائے، کیا یہ ان صاحب کی بیمار ذہنیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مقدس زوجہ مطہرہ سے عداوت و بغاوت کی علامت نہیں؟ اللہ تعالیٰ اس بے باکی، بے شرمی اور بے حیائی سے بچائے۔ آمین۔

فرض نمازوں کا ثواب

عبدالغفار خان، کوئٹہ

س:...... میری نانی اماں اپنی نمازوں کی ادائیگی کے بعد ہر نماز کے فرائض اپنے مرحوم والدین کے نام پڑھ کر بخشتی ہیں' کیا انہیں یہ فرائض پڑھنے چاہئیں یا نہیں؟

ج:...... فرائض کا ثواب کسی کو نہیں بخشا جاسکتا' آپ کی نانی کا یہ عمل غلط ہے۔

س:...... کیا مسلمان ہندو کو ''السلام علیکم'' کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ لیکن اگر کوئی ہندو مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان کو اس کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟

ج:...... غیر مسلم کو سلام نہیں کرنا چاہئے اگر وہ سلام کرے تو صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔

س:...... محفل میلاد کے آخر میں جو سلام ہم کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں کیا اسے بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں' کیونکہ بعض لوگ کھڑا ہونا پسند نہیں کرتے' شریعت کے مطابق اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اس طرح کی مروجہ محفل میلاد شرعاً ممنوع ہے' ہاں البتہ محض ذکر و سیرت و اسوۂ رسول بلاتعین وقت ہمیشہ جائز ہے' اسی طرح محفل میلاد کے بعد کھڑے یا بیٹھے سلام پڑھنا بھی بدعت و ناجائز ہے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۲۷ ۲۶/ربیع الاول تا ۳/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۰۸ء شمارہ:۱۳

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلام دشمنوں کی تازہ ہرزہ سرائی!	۴	اداریہ
درسِ حدیث	۸	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مثالی حکمران... حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	۹	ساجد محمود عاجز
خاتم النبیین ﷺ ...... صفات و مناقب	۱۳	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
قانون توہین رسالت میں کمزوریاں؟	۱۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
سامراجی نبی کے دعاوی	۲۰	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
بزمِ اطفال	۲۳	مولانا قاضی احسان احمد
نعت شریف	۲۷	

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اس بدنام زمانہ اور دل آزار فلم کا مصنف و پروڈیوسر گیریٹ وائلڈر ہے اور اس فلم کا دورانیہ صرف پندرہ منٹ ہے، یہ فلم ہالینڈ میں تیار ہوئی ہے اور اس کا ملعون مصنف گیریٹ وائلڈر ہالینڈ کی پارلیمنٹ کا رکن اور وزیر داخلہ رہا ہے، نہیں معلوم کہ اس فلم کو کون سپورٹ کر رہا ہے، لیکن بہرحال یہ فلم پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔

چنانچہ اس ملعون فلم کی معلومات اس فلم کی ویب سائٹ پر کچھ یوں درج ہیں:

گیریٹ وائلڈر نے قرآن کریم کے خلاف یہ فلم ۲۰۰۸ء کے شروع میں بنانا شروع کی تھی۔ یہ فلم ۵/ مارچ ۲۰۰۸ء سے یوٹیوب کی ویب سائٹ پر چڑھا دی گئی ہے۔

اس دل آزار فلم کے خلاف مسلمانوں کے کسی بھی ردعمل کے سدباب کے لئے ڈچ حکومت نے پہلے ہی حکمت عملی تیار کر لی ہے، اور اپنے سفارت خانوں کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔

اس موذی فلم ساز گیریٹ وائلڈر نے کہا ہے کہ اس فلم میں قرآنی آیات کی تصاویر سے مووی دکھائی جائے گی، یہ فلم اسلام اور قرآن کریم پر ایک تنقیدی نظریہ کے طور پر پیش کی جائے گی۔ گیریٹ ملعون کا کہنا ہے کہ یہ مووی باقاعدہ قرآنی آیات کے ترجمہ اور تصاویر کے ساتھ دکھائی جائے گی۔ گیریٹ کا کہنا ہے کہ یہ فلم اسلام کے خلاف اور اس کے مظالم کو دکھلانے کے لئے ہے؟... نعوذ باللہ!...

ڈچ قوم سمجھتی ہے کہ ہر ایک کو اپنا نقطہ نظر بتانا چاہئے اور نظریہ کی آزادی ہر ایک کے پاس ہونی چاہئے۔

اس سے قبل گیریٹ ملعون نے ۸/ اگست ۲۰۰۷ء کو ڈچ اخبار ڈی وولکس اسکرینٹ میں نعوذ باللہ انتہائی ناقابل برداشت بات لکھی اور کہا ہے کہ ... نعوذ باللہ!... قرآن کریم پر پابندی ہونی چاہئے، کیونکہ یہ کتاب قابل نفرت اور خون خرابے کے مواد پر مشتمل ہے، اس لئے ہالینڈ یا کہیں بھی اس کتاب کی کوئی جگہ نہیں ہے، اس بدبخت کا کہنا ہے کہ... نعوذ باللہ... قرآن کریم پر پابندی ہونی چاہئے۔

اس دریدہ دہن نے ۹/ اگست ۲۰۰۷ء کے اخبارات میں اپنے ایک مضمون کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ ناپاک مشورہ دینے کی مذموم کوشش کی کہ مسلمانوں کو آدھا قرآن ختم کر دینا چاہئے، کیونکہ یہ دہشت گردی اور خون خرابے کے مواد پر مشتمل ہے۔ اس ملعون کا کہنا ہے کہ ... نعوذ باللہ... حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دہشت گرد تھے۔

اس ملعون کا کہنا ہے کہ مغرب کے جمہوری نظام کی مشکلات میں اس کتاب... قرآن... کا بڑا حصہ ہے۔ اس موذی کا کہنا ہے کہ اسے اسلام سے نفرت ہے اور اس فلم اور عکس کے ذریعہ وہ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ اسلام، مسلمانوں اور قرآن کے بارہ میں اس کی کیا سوچ ہے؟

۵/ مارچ ۲۰۰۸ء کے وولکس اسکرینٹ اخبار کے مطابق یہ فلم خوف کے ساتھ ساتھ دو طرح کی سوچ پیدا کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی جانب سے ردعمل کے طور پر دہشت گردی بھی پیدا ہو جائے، لہٰذا ڈچ گورنمنٹ ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار ہے اور انہی خطرات اور اندیشوں کے پیش نظر ڈچ حکومت اس ملعون فلم ساز کو سیکورٹی مہیا کر رہی ہے۔

چنانچہ ڈچ حکومت ہر طرح کے حالات سے نمٹنے کے لئے مکمل تیاری کر چکی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۱۹/ جنوری ۲۰۰۸ء کو ہی ڈچ کابینہ کہہ چکی ہے کہ ہم ہر طرح کے ردعمل کے لئے تیار ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ڈچ کابینہ کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو اس پر ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ نیز ہالینڈ کے وزیر اعظم جان پیٹر کا کہنا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، بالکل صحیح اور درست ہے، آخر مسلمان یہ سمجھتے کیوں نہیں؟

ملعون گیریٹ وائلڈر کہتا ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو بچانا ہے، وہ کہتا ہے کہ اس سے قبل کہ چرچ سے مساجد زیادہ ہو جائیں، مسلمانوں کے خلاف جنگ کرو۔

گیریٹ وائلڈر ایک معمولی آدمی تھا، جس نے شروع میں ایک ڈبل روٹی بنانے والی فیکٹری میں کام کیا، وہ جھوٹی شہرت اور پیسہ کمانا چاہتا ہے، اسی مقصد کی خاطر اس کے اسرائیل اور اس کی دہشت گرد تنظیم موساد سے قریبی تعلقات ہیں، یہ پچھلے ۲۵ سال میں تقریباً ۴۰ بار اسرائیل جا چکا ہے، ایریل شیرون اور

ای ہیہ المرت سے بھی مل چکا ہے، یہ خود اگرچہ لامذہب ہے، مگر دنیا اور پیسے کی لالچ میں یہودیت قبول کرتا، اسرائیل میں۔ ہذا و۔ وہاں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے، کیونکہ وہ ہالینڈ کی بجائے اسرائیل میں پیسہ کمانا چاہتا ہے، اسی لئے وہ اسرائیل اور یہودیت سے محبت کرتا ہے، اس کے علاوہ اس کے دوسرے اسلام دشمن ممالک اور شخصیات سے بھی تعلقات ہیں۔

چنانچہ گیریٹ وائلڈر جن دنوں ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں تھا، اسرائیل کی ہر طرح مدد اور سپورٹ کرتا رہا، گیریٹ ۸ ستمبر ۱۹۶۳ء کو پیدا ہوا، اس کا باپ ایک پرنٹنگ کمپنی کا منیجر تھا، شروع میں گریٹ میونسپل کونسل کا، پھر ”ٹویئیڈا کامر“ کا ممبر رہا اور ڈچ پارلیمنٹ کا رکن بن گیا اور آخر میں ہالینڈ کا مشہور وزیر داخلہ بن گیا۔ یہ ملعون جس وقت اسمبلی میں تھا، اس وقت بھی ایک اسرائیلی اس کا ملازم تھا اور ۱۹۹۸ء میں اس نے ”پارلیمنٹری پارٹی فار فریڈم“ قائم کی اور اپنی مرضی کے قوانین بنائے، اس کی پارٹی اب بھی ہالینڈ میں بہت مقبول ہے، ۲۰۰۵ء میں گریٹ کی پارٹی نے جب الیکشن جیتا تو اس نے اسرائیل کو کہا کہ وہ ڈچ پارلیمنٹ کی مدد کرے۔ چنانچہ اس نے اسرائیلی انتظامیہ سے ہالینڈ میں ٹریننگ کروائی، اس کے بعد اس نے اسلام، مسلمانوں اور قرآن کریم کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کردی۔

اس ملعون نے ہر شاتم رسول کی سب سے زیادہ مدد اور سپورٹ کی، اسی طرح جب ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کے ملعون اخبار جے لینڈ پوسٹ نے توہین آمیز خاکے شائع کئے تو اس موذی نے سب سے بڑھ کر اس کی مدد اور سپورٹ کی، چنانچہ یکم فروری ۲۰۰۶ء کو اس نے اپنی ویب سائٹ پر توہین آمیز خاکے نمائش کے لئے جاری کئے، اس کے بقول اس پر اس کو ایک ہی دن میں چالیس دھمکیاں ملی تھیں، اسی طرح ۱۵/دسمبر ۲۰۰۷ء کو اس نے کہا تھا کہ وہ ویڈیو پر اتنا کچھ کہے گا کہ تمام لوگ اسلام کے بارہ میں اپنا نظریہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

بلاشبہ ڈچ حکومت کو بھی اس کا اندیشہ ہے کہ اس غلیظ فلم کے ردعمل پر مسلمان بھرپور احتجاج کریں گے، چنانچہ عین ممکن ہے، جیسے ۲۰۰۵ء میں شام میں ہالینڈ کا سفارت خانہ جلایا گیا تھا، اب بھی اسی طرح کی صورت حال پیش آئے یا مسلمان ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں یا اس فلم کے سرپرست امریکا اور یورپ کے بھی خلاف ہو جائیں، لیکن بایں ہمہ وہ اس پر بضد ہے کہ اس دل آزار فلم کی نمائش ضرور ہوگی، اسی طرح نیٹو کا کہنا ہے کہ اس فلم کا ردعمل افغانستان میں جارح افواج پر ظاہر ہوگا اور ان افواج کے لئے مشکلات میں مزید اضافہ ہوگا۔

فروری ۲۰۰۸ء سے یوٹیوب امریکن ویب سائٹ پر اس فلم کی نمائش شروع ہوئی اور اس کے ویڈیو کلپ یعنی اقتباسات دکھائے جانے لگے تو پاکستان گورنمنٹ نے کچھ گھنٹوں کے لئے اس ویب سائٹ پر اس فلم کی نمائش پر پابندی لگائی، لیکن بین الاقوامی دباؤ کے تحت پاکستانی حکومت کو یہ پابندی اٹھانا پڑی۔

الغرض طے شدہ منصوبہ کے تحت اس فلم کی اس ماہ کے آخر میں سینماؤں میں نمائش شروع ہو جائے گی، اور اس کے لئے تمام تر انتظامات کر لئے گئے ہیں اور ہالینڈ نے اس فلم کی نمائش کے لئے تمام یورپی ممالک کی حمایت حاصل کر لی ہے۔ چنانچہ روزنامہ جنگ کراچی میں ہے:

”برسلز (رائٹرز) ہالینڈ نے متنازع فلم کی نمائش کے لئے یورپی ممالک کی حمایت حاصل کر لی ہے، یہ بات ہالینڈ کے وزیر اعظم جان پیٹر بالکنیڈی نے جمعرات کو یورپی یونین کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ متنازع فلم کی نمائش کے لئے دیگر یورپی ممالک کی حمایت حاصل کر لی گئی ہے، کیونکہ آزادی اظہار رائے کے حق کو روکا نہیں جا سکتا۔ دریں اثنا ہالینڈ کے قانون دان اور متنازع فلم کے بانی گیریٹ وائلڈر نے کہا کہ وہ مسلم ممالک کی جانب سے ملنے والی دھمکیوں کے باعث اس مہینے اسلام مخالف بننے والی فلم کی نمائش کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کی فلم کی نمائش کے لئے سیکورٹی فراہم کرنے کا خرچ اربوں ڈالروں میں آرہا تھا، اس وجہ سے وہ ہیگ میں بین الاقوامی پریس سینٹر میں متنازع فلم کو نمائش کے لئے پیش نہیں کر سکیں گے جبکہ انہوں نے کہا کہ فلم انٹرنیٹ پر خصوصی ویب سائٹ پر اس ماہ کے آخر تک دیکھی جا سکے گی تاہم گیریٹ وائلڈر نے ڈچ ٹی وی چینلز کو یہ فلم دکھانے پر راضی کرنے کی کوشش کی تھی۔“ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۵/مارچ ۲۰۰۸ء)

اس ساری صورت حال سے مغرب اور خصوصاً یورپ کی اسلام دشمنی کھل کر سامنے آگئی ہے اور ان کا اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن کریم اور مسلمانوں کے

مقدس شعائر کے خلاف بغض باطن اور عداوت و دشمنی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے، کیا مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ جس طرح کفر اور ملت کفر ایک دریدہ دہن کی تائید و حمایت میں جمع ہوکر ہر طرح کی صورتِ حال کے لئے آمادہ اور تیار نظر آتے ہیں، حتی کہ وہ ہر طرح کے احتجاج، معاشی، اقتصادی اور ملکی مصنوعات کے بائیکاٹ اور سفارت خانوں کے جلاؤ گھیراؤ تک کو برداشت کرنے کے لئے بھی ذہناً اور قلباً تیار ہیں، تو کیوں نہ ہم بھی ایک سچے دین، سچے نبی، سچی کتاب اور سچے مذہب کی تائید، حمایت اور دفاع کے لئے متحد ہوکر ہر طرح کی مزاحمت واقدام کے لئے تیار اور آمادہ ہوجائیں؟ اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی، مشکلات، مصائب، جانی، مالی، تجارتی اور سفارتی نقصان برداشت کرنے کا عزم کرلیں؟ کیا اب بھی ہم ان درندوں اور موذیوں کی کاسہ لیسی اور چاپلوسی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا ہم اب بھی مصلحت پسندی کا شکار رہیں گے؟ کیا ہم اب بھی دین و مذہب، نبی و رسول اور قرآن کریم کی توہین کے معاملہ میں بے حسی، بے غیرتی، بے شرمی، کا مظاہرہ کریں گے؟ اور ہم حکومت واقتدار، کے لالچ، تجارت و کاروبار اور دنیا کے دو پیسے کے نفع کی قربان گاہ پر اپنے دین، مذہب ناموسِ رسالت اور قرآن کریم کو بھینٹ چڑھائیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مسلمانوں کو اس گھناؤنی سازش اور بھیانک کارروائی کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور اپنے قول و فعل اور طرزِ عمل سے ثابت کردینا چاہئے کہ اگر صلیب کے پجاری اسلام دشمنی میں اتنا آگے جاسکتے ہیں، تو ہم بھی غلامیٔ رسول میں سب کچھ کرنے حتی کہ جان، مال اور عزت و آبرو کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

اگر ملعون یورپ اور ان کے گستاخ و بدقماش کارندے اپنے غلط موقف پر جمع اور متفق ہوسکتے ہیں، تو مسلمان بھی اپنے پاک پیغمبر اور مقدس قرآن کی عزت و ناموس کی حفاظت و صیانت پر نہ صرف جمع ہوسکتے ہیں بلکہ اس طرح کی ہر گھناؤنی سازش، گستاخی اور اہانت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں گے۔

اگر خدانخواستہ ہمارے نام نہاد حکمران، بے غیرت اربابِ اقتدار اور باعث ننگ و عار لیڈران قوم بے حسی کا شکار ہیں تو ہوا کریں، مگر بحمدللہ باغیرت مسلمان زندہ ہیں اور وہ اپنے نبی و رسول کی عزت و ناموس اور کتاب اللہ کے تقدس کی حفاظت کرنے میں کسی مرحلہ پر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

لہٰذا بحیثیت مسلمان قوم ہمارا فرض بنتا ہے کہ جس طرح ممکن ہوسکے، اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، جس طرح ہم اپنی بیوی، بچوں، ماں، باپ، بہن، بھائیوں، قوم و برادری اور ملک و ملت کی حفاظت و صیانت میں کسی قسم کی کمی کوتاہی برداشت نہیں کرتے، ایسے ہی اپنے ان مقدس شعائر کی حفاظت و صیانت میں بھی کسی کمی کوتاہی کو برداشت نہ کریں، اس کے لئے پرامن مظاہرے، جلسے، جلوس، اخباری بیانات، پریس ریلیز، پریس کانفرنسوں، ان ممالک سے مکمل بائیکاٹ، ان کی مصنوعات سے پرہیز، ان کے سفارت خانوں کے سامنے مظاہروں، ان ممالک سے سفارتی تعلقات توڑنے، او آئی سی، اقوام متحدہ اور دوسری ملکی و بین الاقوامی تنظیموں کے ذریعے ان ممالک تک اپنی آواز پہنچانے اور اپنی آواز کو موثر بنانے کے لئے تمام جائز ہتھیاروں کو استعمال کرکے غلامیٔ رسول اور دین و مذہب اور قرآن و سنت سے دلی وابستگی کا ثبوت دیں تاکہ کل قیامت کے دن ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خفت و شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروری اطلاع برائے اشاعتِ خاص

ہفت روزہ ختم نبوت نے حضرت نفیس الحسینی قدس سرہ کے سانحۂ ارتحال پر آپؒ کی حیات و خدمات پر مبنی اشاعت خاص کا اہتمام کیا تھا جسے الحمدللہ! بہت سراہا گیا اور پرچہ دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہوگیا۔ احباب کے اصرار پر دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ اشاعتِ اوّل کے وقت چند رفقاء کی معاونت اور خواہش پر پرچہ کی قیمت لاگت سے کم رکھی گئی تھی، اب ''اشاعتِ خاص'' کی لاگت کی مناسبت سے اس کی قیمت ۳۰ روپے طے پائی ہے۔ تعداد محدود ہے ''پہلے آئیے، پہلے پائیے'' کی بنیاد پر آج ہی اپنی کاپی بک کروالیں۔ شکریہ

درس حدیث

کھانے کے آداب واحکام

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینے کا حکم

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو انگلیوں کو چاٹ لیا کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

یہ کھانے کا دوسرا ادب ہے کہ کھانے کے دوران جو کھانا انگلیوں کو لگا رہ جاتا ہے، اس کو اچھی طرح صاف کرے اور چاٹ لے، اس کو یوں ہی دھوکر ضائع نہ کرے، کھانے سے آلودہ انگلیوں کو زبان سے چاٹ لینا حق تعالیٰ شانہ کی نعمت کی قدر شناسی ہے اور رزق کو ضائع کردینا اس کی نعمت کی ناقدری ہے، انگلیاں چاٹ لینا تواضع اور ادب مع اللہ کی علامت ہے، اور اس سے عار کرنا کبر ونخوت اور رعونت وحماقت کی نشانی ہے، اس لئے کہ اس نے جن انگلیوں سے جو کھانا کھایا وہی کھانا انہی انگلیوں کو لگا ہوا ہے، اب اس انگلیوں کے لگے ہوئے کھانے سے عار اور نفرت کرنا سوائے حماقت آمیز رعونت کے اور کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کو چاٹ لینے کی نہایت لطیف اور دقیق توجیہ یہ ارشاد فرمائی کہ کھانے والے کو کچھ معلوم نہیں کہ ان انگلیوں پر لگے ہوئے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے؟

شرح اس کی یہ ہے کہ برکت کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز جس مقصد کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے تخلیق فرمائی ہے، اس سے وہ مقصد حاصل ہو اور وہ چیز بے مقصد ضائع نہ ہو۔ مثلاً: کھانا اس مقصد کے لئے ہے کہ وہ آدمی کا جزو بدن بنے، اس سے آدمی کے بدن کو قوت حاصل ہو اور وہ آدمی کے تحلیل شدہ اجزا کا بدل بن جائے، تاکہ صحت وقوت کے بقا کا ذریعہ بن جائے، اب آدمی جو کھانا کھاتا ہے اس کو معلوم نہیں کہ کھانے کا یہ مقصد کھانے کے کس حصے سے حاصل ہوگا؟ اس لئے جو کھانا کہ انگلیوں پر لگا رہ جاتا ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو اس کی صحت وقوت کے بقا کا ذریعہ بنانا مقدر فرمایا ہو، اگر اس کھانے کو ضائع کرے گا تو کھانے کا مقصد فوت ہوجائے گا اور اس کھانے کی برکت سے یہ شخص محروم رہے گا۔

اگر لقمہ گر جائے تو صاف کر کے کھالیا جائے

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے، پس (کھانے کے دوران) لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو اس پر جو چیز لگ جائے، اس سے لقمے کو صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

یہ کھانے کا ایک مزید ادب ہے کہ اگر کھانے کے دوران لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کو پڑا ہوا نہ چھوڑے، نہ اس کو پھینک کر ضائع کرے بلکہ اس کو صاف کرکے کھالے، اور اس کو شیطان کے لئے چھوڑے، کیونکہ جب آدمی کھانا کھاتا ہے تو اگر شروع میں بسم اللہ شریف نہ پڑھے تو شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے، ورنہ اس کے ہاتھ سے لقمہ چھینے کی کوشش کرتا ہے، یہ لقمہ جو آدمی کے ہاتھ سے گر گیا تو یہ شیطان کی چھینا جھپٹی ہے، اگر آدمی اس کو یوں ہی پڑا رہنے دے تو یوں سمجھو کہ شیطان اپنی چھینا جھپٹی میں کامیاب رہا اور وہ آدمی کے کھانے کی برکت لے اڑا، اسی لئے ارشاد فرمایا کہ اس کو صاف کرکے کھالے، شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ، نے اس سلسلے میں دو عجیب واقعے لکھے ہیں:

"ایک یہ کہ ایک دن ہمارے احباب میں سے ایک صاحب ہماری ملاقات کے لئے تشریف لائے، ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا، کھانے کے دوران ایک ٹکڑا ان کے ہاتھ سے گر گیا اور زمین پر لڑکھڑانے لگا، وہ صاحب اس کا پیچھا کرنے لگے، وہ جوں جوں اس کا پیچھا کرتے ہیں لقمہ دور ہوا جاتا۔ حاضرین کو اس سے کچھ تعجب ہوا اور کچھ مشقت اٹھا کر یہ صاحب لقمہ پکڑنے میں کامیاب ہوگئے اور اسے کھالیا، چند دن کے بعد ایک شخص کو جن لگا اور یہ جن اس شخص کی زبان سے باتیں کرنے لگا، منجملہ دوسری باتوں کے اس نے ایک بات یہ کہی کہ میں فلاں فلاں آدمی کے پاس سے گزرا، وہ کھانا کھا رہا تھا، مجھے وہ کھانا بہت اچھا لگا، لیکن اس شخص نے اس میں سے کچھ بھی نہیں دیا، میں نے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا، اس شخص نے مجھ سے کشاکشی کی یہاں تک کہ اس نے مجھ سے وہ کھانا لے لیا۔

دوسرا واقعہ یہ کہ ہمارے گھر میں لوگ گاجریں کھا رہے تھے، اچانک ایک گاجر لڑکھڑانے لگی، ایک شخص نے شتابی سے اس کو پکڑ کر کھالیا، گاجر کھاتے ہی اس کے سینے اور معدے میں درد شروع ہوگیا، پھر اس پر جن آگیا، اس کی زبان سے جن بولا کہ: وہ لڑکھڑاتی ہوئی گاجر میں نے (جن نے) لی تھی، (اس شخص نے مجھ سے چھین لی)۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "اس نوعیت کے بہت سے واقعات ہم نے سنے ہیں، جن سے ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ یہ احادیث مجازی معنوں پر محمول نہیں، بلکہ ان سے حقیقی معنی ہی کا ارادہ کیا گیا ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ، ج:۲، ص:۱۸۶)

مثالی حکمران

ساجد محمود عاجز

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیزؒ

"اگر یسوع مسیح کے بعد کوئی شخص مُردوں میں زندگی کی روح پھونک سکتا تو میں ان کے متعلق گماں کرتا کہ وہ یہ اعجاز دکھا سکتے ہیں، مجھے وہ راہب پسند نہیں ہے جو دنیا سے کٹ کر کسی گرجے میں خلوت گزیں ہو جاتا ہے اور خدا کی عبادت کرتا ہے، مجھے تو اس راہب پر حیرت ہوتی تھی کہ دنیا اس کے قدموں کے نیچے تھی مگر پھر بھی راہبانہ زندگی بسر کرتا تھا۔"

یہ وہ خراج تحسین ہے کہ جو قیصر روم نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے انتقال کی خبر سن کر ادا کیا۔ تاریخ گواہ ہے قیصر روم کی زباں سے یہ الفاظ نکل رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہ اس شخص کی عقیدت اور غم و الم کا عالم تھا جس کی اس سلطنت کے ساتھ ایک مدت سے کشمکش جاری تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جس وقت مدینہ میں پیدا ہوئے اس وقت ان کے چچا عبدالملک بن مروان امیر المومنین تھے۔ آپ کے والد عبدالعزیز بن مروان مصر کے گورنر تھے، آپ کا زیادہ تر بچپن مدینہ میں ہی عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گزرا۔ عمر بن عبدالعزیز نے حکمران خاندان میں آنکھیں کھولیں، عیش و تنعم کے گہوارے میں پرورش پائی، عیش و نشاط اور خوشحال زندگی میں خاندان بھر میں سب پر عمر بن عبدالعزیزؒ کو فوقیت حاصل تھی، امیرانہ زندگی کی ٹھاٹھ میں ان کا کوئی ہمسفر نہ تھا، عطر بیزی میں ان کا شہرہ تھا، جہاں سے گزر جاتے وہاں کی فضا معطر ہو جاتی، ناز و خرام کی ایک مخصوص مستانہ چال چلتے، جو انہیں کی نسبت سے عمری چال کے نام سے مشہور ہو گئی تھی، نفاست کا یہ حال تھا کہ جس لباس کو ایک مرتبہ کسی کی نگاہ چھو لیتی اسے دوبارہ زیب تن نہ کرتے مدینہ کے گورنر مقرر ہوئے تو تیس اونٹوں پر صرف ان کا ذاتی سامان لد کر گیا تھا۔

جب خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا گورنر بنایا تو آپ نے فرمایا اس شرط پر گورنری قبول کرتا ہوں کہ مجھے پہلے گورنروں کی طرح ظلم کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا، خلیفہ نے کہا: "آپ حق پر عمل کریں، خواہ خزانہ خلافت کو ایک پائی نہ ملے" آپ نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی علماء و اکابر کو جمع کیا اور فرمایا: "اگر آپ لوگوں کو کہیں بھی ظلم نظر آئے تو خدا کی قسم مجھے اس کی اطلاع ضرور دینا" جب تک آپ مدینہ کے گورنر رہے کسی شخص نے آپ سے عدل، نیکی، فیاضی اور ہمدردی کے سوا کچھ نہ دیکھا تاہم شہزادگی کی خو بو اپنی جگہ قائم تھی۔

جب سلیمان بن عبدالملک کا آخری وقت آیا تو اس کی اولاد میں کوئی ایسا نہ تھا جو بار خلافت اٹھا سکتا، کیونکہ آپ کے حالات سے وہ واقف تھے، اس لئے آپ ہی خلافت کے لئے موزوں تر نظر آئے، اس کے لئے وزیر اعظم رجاء بن حیوۃ سے مشورہ کیا اور خیال بھی ظاہر کیا، رجاء بن حیوۃ نے اس رائے کی پُر زور تائید کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو شک ہوا کہ وہ کہیں آپ کو اپنا جانشین نہ بنائیں، گھبرائے ہوئے رجاء بن حیوۃ کے ہاں تشریف لے گئے، اور فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ خلیفہ سلیمان نے میرے حق میں وصیت نہ کر دی ہو، آپ کو معلوم ہوگا آپ مجھے ابھی بتا دیں، تاکہ میں استعفیٰ دے کر سبکدوش ہو جاؤں اور وہ اپنی زندگی میں کوئی دوسرا انتظام کر جائیں، رجاء بن حیوۃ نے آپ کو ٹال دیا، مگر جب وصیت نامہ سامنے آیا تو آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوا اس وقت خلیفہ سلیمان بن عبدالملک دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، اس واسطے آپ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میری خواہش اور تمہارے ارادے کے بغیر مجھے خلیفہ بنایا گیا ہے، میں تمہیں اپنی بیعت سے خود ہی آزاد کئے دیتا ہوں تم جسے چاہو اپنا خلیفہ مقرر کر لو۔"

تمام لوگوں نے بیک آواز کہا: "یا امیر المومنین! ہمارے خلیفہ آپ ہیں" آپ نے ارشاد فرمایا: "صرف اس وقت تک جب تک میں اطاعت الٰہی کی حد سے باہر قدم نہ رکھوں۔"

پھر دنیا نے دیکھا کہ ان کے شب و روز میں ایسا انقلاب آیا کہ بڑے بڑے راہبوں، عابدوں، زاہدوں اور ساجدوں کی داستانیں گرد ہو گئیں۔

اقتدار کا نشہ بڑا ہی تند ہوتا ہے، بڑے بڑے نیک خُو اور فرشتہ خصلت انسان بہک جاتے ہیں، جو پہلے ہی غرور و مستی کے نشے میں سرشار ہوں، ان کی

سرمستی اور خودسری مزید دو آتشہ ہو جاتی ہے، لیکن یہ عجیب نظارہ سامنے آیا کہ تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی خود پسندی، تکبر و غرور اور عیش و اقتدار کا نشہ بھی کافور ہوگیا، ان کی زندگی، رہن سہن اور عادات و اطوار کا قالب ہی بدل گیا، مسجد وابق میں شاہی خاندان کے افراد سے بیعت لے کر آئے تو ماضی سے اس طرح دامن جھاڑ کر اٹھے کہ پھر مرتے دم تک ان کی زندگی پر اس کا سایہ بھی پڑنے نہیں پایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب سلیمان کے دفن سے فارغ ہو کر واپس آنے لگے تو آپ کو شاہانہ سواری پیش کی گئی فرمایا: یہ کیسی! عرض کیا گیا: یہ شاہی سواری ہے، جس پر کبھی کوئی سوار نہیں ہوا، ان کا مصرف یہ ہے کہ نیا خلیفہ پہلی بار ان کو سواری سے مشرف کیا کرتا ہے، آپ نے انہیں قبول نہ فرمایا اور جب آپ کے لئے خیمے اور شامیانے آراستہ کئے گئے جو کبھی کسی نے استعمال نہیں کئے تھے تو آپ نے ان کو بھی استعمال کرنے سے انکار کردیا اور کہا انہیں بیت المال میں جمع کردو اور خود اپنے خچر پر سوار ہو کر ان فرش فروش تک پہنچے جو نئے خلیفہ کے اعزاز میں آراستہ کئے گئے تھے، آپ ان کو پاؤں سے ہٹاتے ہوئے نیچے کی چارپائی پر بیٹھ گئے، جب کوتوال نے حسب دستور نیزہ اٹھا کر آپ کے ساتھ چلنا چاہا آپ نے اسے وہیں روک دیا اور فرمایا: ''میں تو مسلمانوں کا ایک معمولی فرد ہوں۔''

دستور یہ تھا کہ جب کسی خلیفہ کا انتقال ہوتا اور اس کے ملبوسات اور عطر وغیرہ میں سے جو چیزیں استعمال شدہ ہوتیں وہ اس کے اہل و عیال کا حق سمجھی جاتیں اور غیر مستعمل خلیفہ کی نذر کردی جاتیں، یہ سامان جب آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ''جو عطر اور کپڑے خلیفہ کے استعمال میں آچکے ہیں وہ اور جو غیر استعمال شدہ ہیں وہ سب چیزیں نہ میری ہیں نہ تمہاری ان کو مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچاؤ۔''

قصرِ خلافت میں داخل ہوئے تو در و دیوار پر لٹکے ہوئے پردے چاک کروادیے، خود اپنے گھر سے ماضی کا ایک ایک نقش مٹا دیا، خدم و حشم، عطر و لباس اور آرائش کا سامان سب کو فروخت کر کے قیمت خدا کی راہ میں دے دی، غلاموں کو، اندھوں، اپاہجوں اور یتیم بچوں میں تقسیم کردیا کہ ان کی خدمت کریں۔

امراء و وزراء نے جب یہ حال دیکھا تو انہیں اپنی فکر دامنگیر ہوئی، وہ آپس میں باہمی مشورہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آج دیکھا ہے اس کے بعد شاہی سواریوں، خیموں، شامیانوں، زینت و آرائش اور فرش فروش کی توقع تو بے سود ہے، اب صرف ایک چیز رہ جاتی ہے اور وہ ہیں لونڈیاں، یہ ان کی خدمت میں پیش کردو ممکن ہے مراد بر آئے، ورنہ ان صاحب سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے، چنانچہ مورتیوں جیسی دوشیزاؤں کو لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے سب کے بارے میں حکم فرمایا کہ انہیں ان کے مالکوں کو واپس کردو، چنانچہ سواری دے کر انہیں ان کے اصل شہروں کی طرف واپس کردیا، ان لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو آپ سے قطعی مایوس ہوگئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ آپ لوگوں کو حق و انصاف پر مجبور کریں گے۔

جب علماء نے ممبروں پر حسب رواج آپ کا نام لیا اور درود و سلام بھیجا تو آپ نے فرمایا: ''میرے بجائے سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرو اگر میں مسلمان ہوں گا تو یہ دعا مجھے بھی خود بخود پہنچ جائے گی'' اور جب لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا: ''لوگو! اگر تم کھڑے ہوگئے تو ہمیں بھی کھڑا ہونا پڑے گا، تم بیٹھو ہم بھی بیٹھیں گے، انسانوں کے سامنے کھڑے ہونا زیب نہیں دیتا کیونکہ سب رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

جو شخص ہماری مصاحبت میں رہنا چاہتا ہے اسے پانچ باتوں کا اہتمام کرنا ہوگا:

۱:...... جن لوگوں کی ضرورتیں ہم تک نہیں پہنچ پاتیں ان کی ضرورتیں ہمیں پہنچائے۔

۲:...... عدل و انصاف کی جو صورتیں ہم سے اوجھل ہیں، ان کی طرف ہماری رہنمائی کرے۔

۳:...... حق و انصاف کے قیام میں ہماری مدد کرے۔

۴:...... ہمارے پاس کسی کی بدگوئی نہ کرے۔

۵:...... ہمارے اور تمام لوگوں کی امانت کا حق ادا کرے۔

جو شخص ان امور کا خیال نہیں کرسکتا، اس کو ہماری صحبت اور ہمنشینی کی اجازت نہیں۔

ایک رات کو کچھ لوگوں کے ساتھ کسی کام کے سلسلے میں بیٹھے تھے کہ چراغ مدہم ہوگیا، آپ نے اسے اٹھ کر ٹھیک کردیا، حاضرین نے کہا کہ امیرالمومنین اس خدمت کے لئے ہمیں کہہ دیا جاتا، فرمایا: ''کوئی بات نہیں، میں جب اٹھا تھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا، اور اب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔''

آپ کی خدمت میں اردن سے ککڑیوں کے دو ٹوکرے آئے، آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہیں؟'' عرض کیا گیا اردن کے گورنر نے ہدیہ بھیجا ہے، فرمایا کس چیز پر لاد کے لائے گئے؟ عرض کیا گیا سرکاری ڈاک کی سواریوں پر، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان سواریوں پر میرا حق عام مسلمانوں سے زیادہ نہیں رکھا، انہیں لے جاؤ اور فروخت کر کے ان کی قیمت ڈاک کی سواریوں کی مد میں جمع کردو۔'' راوی کہتا ہے: ''حضرت عمرؒ کے بھتیجے نے مجھے اشارہ کیا کہ جا، جب ان کی قیمت طے ہوجائے تو میرے لئے خرید لا،، چنانچہ دونوں ٹوکرے بازار لائے گئے، ان کی قیمت چودہ درہم طے ہوئی،

میں نے یہ قیمت ادا کی اور ٹوکرے خرید کر ان کے بھتیجے کو لا دیئے، اس نے ایک خود رکھ لیا اور دوسرے کے لئے کہا کہ یہ امیرالمومنین کی خدمت میں لے جاؤ، میں نے امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کیا تو چونک کر فرمایا: یہ کیا؟ عرض کیا وہ دونوں آپ کے بھتیجے نے خرید لئے تھے، ایک انہوں نے خود رکھ لیا اور دوسرا آپ کی خدمت میں بھیج دیا، فرمایا: ''ہاں اب میرے لئے ان کا کھانا درست ہے۔''

آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی صاحبزادیوں کے پاس تشریف لے جاتے، حسب معمول ایک رات ان کے یہاں گئے تو آپ کی آہٹ پاتے ہی انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لئے اور دروازے کی طرف لپکیں، آپ نے خادمہ سے اس کا سبب دریافت کیا، اس نے بتایا کہ ان کے پاس شام کے کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا، مجبوراً انہوں نے پیاز سے پیٹ بھرا ہے، ان کو گوارا نہ ہوا کہ آپ ان کے منہ کی بو محسوس کریں، یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا: ''بچی تمہیں اس سے کیا نفع ملے گا کہ تم رنگا رنگ کے کھانے کھاؤ اور تمہارے باپ کو پکڑ کر دوزخ میں لے جایا جائے۔'' یہ کہہ کر عمر بن عبدالعزیزؒ واپس آ گئے اور صاحبزادیوں کی روتے روتے چیخیں نکل گئیں۔

آپ نے شاہی خاندان کے وظیفے بند کروا دیئے۔ ایک بار آپ کی پھوپھی صاحبہ آپ کی اہلیہ محترمہ فاطمہ کے پاس آئیں اور کہا کہ ''میں امیرالمومنین سے کچھ کہنا چاہتی ہوں'' فاطمہ نے کہا: ''ذرا تشریف رکھئے وہ ابھی مصروف ہیں'' وہ بیٹھ گئیں تھوڑی دیر بعد غلام گھر سے چراغ لے کر گیا، فاطمہ نے کہا: ''اگر آپ کو کوئی بات کرنی ہے تو اب وہ فارغ ہیں ان کا معمول یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو شمع جلاتے ہیں اور اپنا ذاتی کام کرنا ہو تو چراغ منگوا لیتے ہیں'' پھوپھی صاحبہ آپ کے پاس گئیں دیکھا کہ آپ شام کا کھانا کھا رہے ہیں، چھوٹی چھوٹی چند روٹیاں اور ذرا سا زیتون، بس یہ تھا امیرالمومنین کا کھانا، پھوپھی صاحبہ نے کہا: ''امیرالمومنین! میں تو اپنی ایک ضرورت سے آئی تھی، مگر آپ کو دیکھ کر احساس ہوا کہ اپنی ضرورت سے پہلے مجھے آپ کے مسائل پر کچھ کہنا چاہئے'' آپ نے کہا فرمایئے! پھوپھی نے کہا: آپ ذرا نرم کھانا کھایا کیجئے، فرمایا: ''پھوپھی صاحبہ یقیناً میں ایسا ہی کروں گا مگر کیا کیجئے اس کی گنجائش ہی نہیں۔''

آپ کی پھوپھی نے کہا: آپ کے چچا عبدالملک مجھے اتنا وظیفہ دیا کرتے تھے، ان کے بعد آپ کے بھائی ولید آئے انہوں نے اس میں اضافہ

سب سے پہلا اجماع

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت محمدیہ میں جو پہلا اجماع ہوا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرے اس کو قتل کیا جائے۔

اسود عنسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں دعویٰ نبوت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا، صحابیؓ نے جا کر اسود عنسی کا سر قلم کیا، مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا کہ مسیلمہ کذاب کے قتل اور اس کی جماعت کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے خالد بن ولیدؓ......سیف اللہ......کی سرکردگی میں صحابہ کرامؓ کا ایک لشکر روانہ کیا، کسی صحابیؓ نے مسیلمہ کذاب سے یہ سوال نہیں کیا تو کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، مستقل نبوت کا مدعی ہے یا ظلی اور بروزی نبوت کا مدعی ہے؟ اور نہ کسی معجزہ دکھلانے کا سوال کیا، صحابہ کرامؓ کا لشکر میدانِ کارزار میں پہنچا، مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار جوان تھے۔ خالد بن ولیدؓ سیف اللہ نے جب تلوار پکڑی تو مسیلمہ کے اٹھائیس ہزار جوان مارے گئے اور خود مسیلمہ بھی مارا گیا، خالد بن ولیدؓ مظفر و منصور مدینہ منورہ واپس آئے اور مال غنیمت مجاہدین پر تقسیم کیا گیا۔ مسیلمہ کے بعد طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ صدیق اکبرؓ نے اس کے قتل کے لئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ (فتوح البلدان ص:۱۰۲)

اس کے بعد خلیفہ عبدالملک کے عہد میں ایک شخص حارث نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خلیفہ وقت نے صحابہؓ و تابعینؒ کے متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا اور کسی نے اس سے دریافت نہ کیا کہ تیری نبوت کی کیا حیثیت ہے اور نہ کوئی بحث اور مناظرہ کی نوبت آئی اور نہ معجزات اور دلائل طلب کئے۔

قاضی عیاضؒ ''شفاء'' میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں: ''بہت سے خلفاء اور سلاطین نے مدعیانِ نبوت کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے۔''

خلیفہ ہارون رشیدؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، خلیفہ ہارون رشیدؒ نے علماء کے متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کر دیا۔

کردیا، اب آپ نے آکر تو میرا وظیفہ بند ہی کردیا، آپ نے فرمایا: ”پھوپھی میرے چچا اور بھائی ولید اور سلیمان آپ کو مسلمانوں کا مال دیا کرتے تھے، یہ مال میرا نہیں کہ میں آپ کو دیا کروں، آپ کہیں تو ذاتی جو دو سو دینار سالانہ وظیفہ ملتا ہے، اس میں سے دے سکتا ہوں“ پھوپھی نے کہا: تمہارے وظیفے میں سے لے کر کیا کروں گی؟ آپ نے فرمایا: ”بس پھر میرے پاس تو یہی ہے اس کے علاوہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔“

عمرو بن حزم مدینہ کے گورنر تھے انہوں نے لکھا کہ ہمیں پہلے جو رقم روشنی کی مد میں ملتی تھی وہ کم ہوگئی ہے، جس سے ہم اپنے آمد و رفت کے راستوں میں روشنی کا انتظام کرتے تھے، اسے آپ نے جواب میں لکھا:

”اے حزم کے بیٹے! بخدا مجھے تیرا
وہ وقت یاد ہے اچھی طرح سے جب تم
سردیوں کی سخت راتوں میں روشنی کے بغیر
اپنے گھر سے نکلتے تھے بخدا آج تمہاری
حالت اس دن سے بہتر ہے بس اپنے گھر
کی بتیوں سے کام چلاؤ۔“

آپ نے حکم فرمایا کہ ”کسی شخص کا انتقال ہوجائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو تو اس کا قرضہ بیت المال سے ادا کردو بشرطیکہ وہ قرضہ کسی حماقت کی بنا پر نہ ہو، جو شخص مہر کی رقم ادا نہیں کرسکتا، اس کی شادی کرکے مہر بیت المال سے ادا کردو۔“

آپ نے سلطنت کے تمام ظالم عہدیدار جن کے مزاج بگڑے ہوئے تھے دائرہ نظم و نسق سے الگ کردیئے عوام پر ہر قسم کا تشدد یک لخت ہٹادیا۔

افسران پولیس نے کہا: جب تک لوگوں کو شبہ میں پکڑ کر سزائیں نہ دیں واردات بند نہیں ہوں گی۔ آپ نے ان کو لکھا: ”آپ صرف شریعت کے مطابق لوگوں سے مواخذہ کریں اگر حق و عدل پر عمل کرنے سے واردات نہیں رکتیں تو انہیں جاری رہنے دیں۔“

خراسان کے گورنر کا خط آیا کہ اس کے یہاں لوگ سخت سرکش ہیں تلوار اور کوڑے کے سوا کوئی چیز ان کی سرکشی دور نہیں کرسکتی آپ نے جواب بھیجا ”آپ کا خیال بالکل غلط ہے، بے لاگ حق پرستی اور نرم روی انہیں ضرور درست کرسکتی ہے آپ اسی کو عام کیجئے۔“

ان تمام لوگوں کے نام رجسٹر میں درج کرلئے جو کمائی کے قابل نہ تھے، ان سب کے وظیفے مقرر کردیئے، عام حکم تھا کہ میری سلطنت میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے، بعض گورنروں نے لکھا کہ اس طرح تمام خزانے خالی ہوجائیں گے فرمایا: ”جب تک اللہ کا مال موجود ہے، اللہ کے بندوں کو دیتے چلے جاؤ۔“

آپ نے مسلم اور غیر مسلم کے شہری حقوق یکساں کردیئے، حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو قتل کردیا آپ نے قاتل کو پکڑ کر وارثوں کے حوالے کردیا، انہوں نے اسے قتل کردیا۔

ربیعہ نے ایک سرکاری ضرورت کے لئے ایک غیر مسلم کا گھوڑا پکڑ لیا، آپ کو اطلاع ہوئی تو ربیعہ کو بلوایا اور اسے ۳۰ کوڑے لگوائے۔

زمام خلافت سنبھالنے کے بعد ان املاک و اموال کی واپسی کرائی جو ان کے پیش روؤں نے ظلم و جور سے غصب کرلی تھیں اور اپنی بڑی بڑی جاگیریں بنالی تھیں، یہ بڑا نازک کام تھا، سارے خاندان نے سخت مخالفت کی مگر آپ نے اس مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے انجام دیا اور پہل اپنے گھر سے کی۔ شاہی خاندان سے اموال کی واپسی کے بعد عام غصب شدہ اموال کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے تمام گورنروں کو احکام جاری کئے کہ اب تک جو اموال اور جائیدادیں غصب کی گئی ہیں، ان کے اصل مالک اگر زندہ ہیں تو انہیں ورنہ ان کے ورثاء کے حوالے کردی جائیں۔

اہل و عیال کسے پیارے نہیں ہوتے، زیادہ تر انہی کی محبت میں آکر جائز و ناجائز تقاضے انسان کو بے راہ روی پر مجبور کردیتے ہیں مگر عمر بن عبدالعزیز نے ان کو اپنے اختیار کردہ منہاج حیات کے درمیان بھی حائل ہونے نہ دیا، ان کی بیوی فاطمہ خلیفہ عبدالملک کی بیٹی تھیں، انہوں نے جس ناز و نعم سے پرورش پائی ہوگی اس کا تصور کچھ دشوار نہیں، شوہر کے گھر آئیں تو یہاں بھی عیش و عشرت اور امارت کی فضا تھی، اس فضا میں عمر بن عبدالعزیز کے اکثر بچوں نے آنکھ کھولی اور پروان چڑھے، ناز و نعمت کی گود میں پلے ہوؤں کو یک لخت فقرو فاقہ، محرومی و تنگ دستی کے سپرد کردینا کوئی کھیل نہیں پھر یہ محرومی اگر گردش روزگار کے ہاتھوں ہو تو انسان صبر کی سل سینے پر رکھ لیتا ہے کہ چارہ کار یہی ہوتا ہے، لیکن جب بیوی بچے دیکھ رہے ہوں کہ پوری مملکت کے خزانے اور وسائل ان کے شوہر اور باپ کے

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

گزشتہ پیوستہ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مرسلہ: مولانا قاضی احسان احمد

تیسری صفت یہ بیان فرمائی گئی کہ آنحضرت ﷺ ہٹادیں گے لوگوں سے اس بوجھ اور بندکو جوان پر مسلط تھی۔

لفظ ''اِصـــر'' کے معنی بارگراں کے ہیں جو آدمی کو حرکت کرنے سے روک دے اور ''اغـــلال غــلّ'' کی جمع ہے اس ہتھکڑی کو ''غــل'' کہتے ہیں جس کے ذریعہ مجرم کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے اور وہ بالکل بے اختیار ہوجاتا ہے۔

''اصـــر'' اور ''اغلال'' یعنی بارگراں اور قید سے مراد اس آیت میں وہ احکام شاقہ اور دشوار واجبات ہیں جو اصل دین میں مقصود نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل پر بطور سزا کے لازم کردیے گئے تھے' مثلاً کپڑا ناپاک ہوجائے تو پانی سے دھودینا بنی اسرائیل کے لئے کافی نہ تھا بلکہ یہ واجب تھا کہ جس جگہ نجاست لگی ہے اس کو کاٹ دیا جائے اور کفار سے جہاد کرکے جو مال غنیمت ان کو ہاتھ آئے ان کے لئے حلال نہیں تھا بلکہ آسمان سے ایک آگ آکر اس کو جلادیتی تھی' ہفتہ کے دن شکار کھیلنا ان کے لئے حرام تھا' جن اعضاء سے کوئی گناہ صادر ہو ان اعضاء کو کاٹ دینا واجب تھا' کسی کا قتل خواہ عمداً ہو یا خطاً دونوں صورتوں میں قصاص کا قتل کرنا واجب تھا' خون بہادینے کا قانون نہ تھا۔

ان احکام شاقہ کو جو بنی اسرائیل پر نافذ تھے قرآن میں ''اصر'' اور ''اغلال'' فرمایا اور یہ خبر دی کہ رسول کریم ﷺ ان سخت احکام کو منسوخ کرکے سہل احکام جاری فرمادیں گے۔

اسی کو آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ میں نے تم کو ایک سہل اور آسان شریعت پر چھوڑا ہے' جس میں نہ کوئی مشقت ہے نہ گمراہی کا اندیشہ۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے: ''الدین یسر'' یعنی دین آسان ہے' قرآن کریم نے فرمایا: ''ومــا جعل علیکم فی الدین من حرج'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔

نبی امی ﷺ کی مخصوص صفات کمال بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''فــالـذین آمنوا به وعزروه ونصـــروه واتبعوا النور الذی انزل معه ، اولـئـک هم المفلحون.'' یعنی تورات و انجیل میں نبی آخر الزمان کی واضح صفات و علامات بتلادینے کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تعظیم کریں اور مدد کریں اور اس نور کا اتباع کریں جو آپ کے ساتھ بھیجا گیا ہے یعنی قرآن عظیم تو یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے' یہاں فلاح پانے کے لئے چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں: اول آنحضرت ﷺ پر ایمان' دوسرے آپ کی تعظیم و تکریم' تیسرے آپ کی امداد' چوتھے قرآن کریم کا اتباع۔

تعظیم و تکریم کے لئے اس جگہ لفظ ''عـزروه'' لایا گیا ہے جو تعزیر سے مشتق ہے' تعزیر کے اصلی معنی شفقت کے ساتھ منع کرنے' حفاظت کرنے کے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ''عـزروه'' کے معنی تعظیم و تکریم کرنے کے بتلائے ہیں اور مبرد نے کہا کہ اعلیٰ درجہ کی تعظیم کو تعزیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کی عظمت و محبت کے ساتھ آپ کی تائید و حمایت اور مخالفین کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں وہ مکمل فلاح پانے والے ہیں' زمانہ نبوت میں تو یہ تائید و نصرت آپ کی ذات کے ساتھ متعلق تھی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی شریعت اور آپ کے دین کی تائید و نصرت ہی آنحضرت ﷺ کی تائید و نصرت کا مصداق ہے۔

قرآن کریم کو اس آیت میں ''نور'' سے تعبیر کیا گیا ہے' وجہ یہ ہے کہ جس طرح نور کے نور ہونے پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں' نور خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے' اسی طرح قرآن کریم خود اپنے کلام ربانی اور کلام حق ہونے کی دلیل ہے کہ ایک امی محض کی زبان سے ایسا اعلیٰ و ابلغ کلام آیا' جس کی مثال لانے سے ساری دنیا عاجز ہوگئی' یہ خود قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ نیز جس طرح نور خود بھی روشن ہوتا ہے اور دوسری اندھیریوں میں بھی اجالا کردیتا ہے' اسی طرح قرآن کریم نے اندھیریوں میں پھنسی ہوئی دنیا کو تاریکیوں سے نکالا۔

قرآن کریم کے ساتھ سنت کا اتباع بھی فرض ہے:

اس آیت کے شروع میں ''یتبعون الرسول النبی الامی'' فرمایا تھا اور آخر میں ''واتبعوا النور

الذی انزل معہ ’’فرمایا۔

ان میں سے پہلے جملہ میں نبی امی کے اتباع کا حکم ہے اور آخری جملہ میں قرآن کے اتباع کا' اس سے ثابت ہوا کہ نجات آخرت کتاب اور سنت دونوں کے اتباع پر موقوف ہے کیونکہ نبی امی کا اتباع ان کی سنت ہی کے اتباع کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا صرف اتباع بھی کافی نہیں' ادب واحترام اور محبت بھی فرض ہے:

اور ان دونوں جملوں کے درمیان ’’عزروہ و نصروہ ‘‘فرما کر اس طرف اشارہ کردیا کہ آنحضرت ﷺ کے احکام کا ایسا اتباع مقصود نہیں جیسے عام دنیا کے حکام کا اتباع جبراً وقہراً کرنا پڑتا ہے' بلکہ وہ اتباع مقصود ہے جو عظمت ومحبت کا نتیجہ ہو' یعنی رسول اللہ ﷺ کی عظمت ومحبت دل میں اتنی ہو کہ اس کی وجہ سے آپ کے احکام کے اتباع پر مجبور ہو' کیونکہ امت کو اپنے رسول سے مختلف قسم کے تعلقات ہوتے ہیں' ایک یہ کہ وہ امیر و حاکم ہے اور امت محکوم و رعیت' دوسرے یہ کہ رسول محبوب ہے اور پوری امت ان کی محب' ایک یہ کہ رسول کمالات علمی' عملی' اخلاقی کی بنا پر صاحب عظمت ہے اور ساری امت ان کے مقابلہ میں پست اور عاجز۔

ہمارے رسول کریم ﷺ میں سب شانیں درجۂ کمال میں پائی جاتی ہیں' اس لئے امت پر لازم ہے کہ ہر شان کا حق ادا کریں' بحیثیت رسول کے ان پر ایمان لائیں' بحیثیت امیر وحاکم کے ان کے احکام کی پیروی کریں' بحیثیت محبوب ہونے کے ان کے ساتھ گہری محبت رکھیں اور بحیثیت کمالات نبوت ان کی تعظیم وتکریم بجالائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع تو امت پر فرض ہونا ہی چاہئے تھا کیونکہ انبیاء کے بھیجنے کا مقصد ہی اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا' لیکن حق تعالیٰ نے ہمارے رسول مقبول ﷺ کے بارے میں صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ امت پر آپ کی تعظیم وتوقیر اور احترام وادب کو بھی لازم قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں جابجا اس کے آداب سکھائے گئے ہیں۔

اس آیت میں تو ’’عزروہ ونصروہ ‘‘ کے الفاظ سے اس کی طرف ہدایت کی گئی ہے اور ایک دوسری آیت میں بھی ’’وتعزروہ وتوقروہ‘‘ آیا ہے' اور کئی آیات میں اس کی ہدایت کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ایسی بلند آواز سے بات نہ کریں کہ آپ کی آواز سے بڑھ جائے' ’’یا ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ‘‘

اور ایک جگہ ارشاد ہے: ’’یا یھا الذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ ’’یعنی اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی نہ کرو' یعنی جس مجلس میں حضور ﷺ تشریف فرما ہوں اور کوئی معاملہ پیش آئے تو آپ سے پہلے کوئی نہ بولے۔

حضرت سہل بن عبداللہ نے اس آیت کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ آپ سے پہلے نہ بولیں اور جب آپ کلام کریں تو سب خاموش ہوکر سنیں۔

ایک آیت قرآن میں اس کی ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو پکارنے کے وقت ادب کا لحاظ رکھیں اس طرح نہ پکاریں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں: ’’لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً ‘‘ آخر آیت میں اس پر متنبہ کیا گیا ہے کہ اس کے خلاف کوئی کام بے ادبی کا کیا گیا تو سارے اعمال حبط اور برباد ہوجائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باوجودیکہ ہروقت' ہرحال میں آنحضرت ﷺ کے شریک کار رہتے تھے اور ایسی حالت میں احترام و تعظیم کے آداب ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے' لیکن ان کا یہ حال تھا کہ آیت مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو اس طرح بولتے تھے جیسے کوئی پوشیدہ بات کو آہستہ کہا کرتا ہے' یہی حال حضرت فاروق اعظمؓ کا تھا۔ (شفا)

حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی مجھے دنیا میں محبوب نہ تھا اور میرا یہ حال تھا کہ میں آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ بھی نہ سکتا تھا اور اگر کوئی مجھ سے آپ کا حلیہ مبارک دریافت کرے تو میں بیان کرنے پر اس لئے قادر نہیں کہ میں نے کبھی آپ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں۔

ترمذی نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ مجلس صحابہ کرامؓ میں جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تھے تو سب نیچی نظریں کرکے بیٹھتے تھے صرف صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ آپ کی طرف نظر کرتے اور آپ ان کی طرف نظر فرما کر تبسم فرماتے تھے۔

عروہ بن مسعود کو اہل مکہ نے جاسوس بنا کر مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لئے مدینہ بھیجا اس نے صحابہ کرام کو پروانہ وار آنحضرت ﷺ پر گرتا اور فدا ہوتا ہوا دیکھ کر واپسی میں رپورٹ دی کہ میں نے کسریٰ وقیصر کے دربار بھی دیکھے ہیں اور ملک نجاشی سے بھی ملا ہوں مگر جو حال میں نے اصحاب محمد ﷺ کا دیکھا وہ کہیں نہیں دیکھا' میرا خیال یہ ہے کہ تم لوگ ان کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہ ہوگے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو صحابہ کرامؓ باہر سے آواز دے کر آنحضرت ﷺ کو بلانا بے ادبی سمجھتے تھے دروازہ پر دستک بھی صرف

ناخن سے دیتے تھے تاکہ زیادہ کھڑکا اور شور نہ ہو۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کا معمول یہ تھا کہ مسجد نبویؐ میں بھی بلند آواز سے بات کرنا تو درکنار کوئی وعظ' تقریر بھی زیادہ بلند آواز سے پسند نہ کرتے تھے' اکثر حضرات کا عالم یہ تھا کہ جب کسی نے آنحضرت ﷺ کا نام مبارک لیا تو رونے لگے اور ہیبت زدہ ہوگئے۔ اسی تعظیم وتوقیر کی برکت تھی کہ ان حضرات کو کمالات نبوت سے خاص حصہ ملا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو انبیاء کے بعد سب سے اونچا مقام عطا فرمایا۔

"تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں
اللہ کا' تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے
آسمانوں اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں
اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو
ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی
امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے
سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم
راہ پاؤ' اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے
جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق
انصاف کرتے ہیں۔" (الاعراف)

خلاصۂ تفسیر:

آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہاں کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہت ہے تمام آسمانوں اور زمین میں' اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے' اس لئے اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر (بھی ایمان لاؤ) جو کہ (خود بھی) اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی جب باوجود اس رتبۂ عظیم کے ان کو اللہ اور سب رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانے سے عار نہیں تو تم کو اللہ و رسول پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے) اور ان (نبی) کا اتباع کرو تاکہ تم راہ (راست) پر آجاؤ اور (اگرچہ بعض لوگوں نے آپ کی مخالفت کی لیکن) قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو دین حق (یعنی اسلام) کے موافق (لوگوں کو) ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے موافق (اپنے اور غیروں کے معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں (مراد اس سے عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں)۔

اس آیت میں اسلام کے اصولی مسائل میں سے مسئلہ رسالت کے ایک اہم پہلو کا بیان ہے کہ ہمارے رسول کریم ﷺ کی رسالت دنیا کے تمام جن وبشر کے لئے اور ان میں بھی قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے عام ہے۔

اس آیت میں رسول کریم ﷺ کو یہ اعلان عام کردینے کا حکم ہے کہ آپ لوگوں کو بتلادیں کہ میں تم سب کی طرف رسول بناکر بھیجا گیا ہوں' میری بعثت ورسالت پچھلے انبیاء کی طرح کسی مخصوص قوم یا مخصوص خطہ زمین یا خاص وقت کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لئے دنیا کے ہر خطہ ہر ملک ہر آبادی کے لئے اور موجودہ آئندہ نسلوں کے لئے قیامت تک کے واسطے عام ہے اور انسانوں کے علاوہ جنات بھی اس میں شریک ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام عالم کے لئے تا قیامت ہے' اسی لئے آپ پر نبوت ختم ہے:

یہی اصلی راز ہے مسئلہ ختم نبوت کا' کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کی نبوت قیامت تک آنے والی سب نسلوں کے لئے عام ہے تو پھر کسی دوسرے رسول اور نبی کے مبعوث ہونے کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش اور یہی راز ہے امت محمدیہ کی اس خصوصیت کا کہ اس میں ارشاد نبوی کے مطابق ہمیشہ ایک ایسی جماعت قائم رہے گی جو دین میں پیدا ہونے والے سارے فتنوں کا مقابلہ اور دینی معاملات میں پیدا ہونے والے سارے رخنوں کا انسداد کرتی رہے گی' کتاب و سنت کی تعبیر وتفسیر میں جو غلطیاں رائج ہوں گی یہ جماعت ان کو بھی دور کرے گی اور حق تعالیٰ کی خاص نصرت وامداد اس جماعت کو حاصل ہوگی جس کے سبب یہ سب پر غالب آکر رہے گی' کیونکہ درحقیقت یہ جماعت ہی آنحضرت ﷺ کے فرائض رسالت ادا کرنے میں آپ کی قائم مقام ہوگی۔

امام رازیؒ نے آیت "کونوا مع الصادقین" کے تحت میں بتلایا ہے کہ اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ اس امت میں صادقین کی ایک جماعت ضرور باقی رہے گی ورنہ دنیا کو صادقین کی معیت وصحبت کا حکم ہی نہ ہوتا اور اسی سے امام رازیؒ نے ہر دور میں اجماع امت کا حجت شرعیہ ہونا ثابت کیا ہے' کیونکہ صادقین کی جماعت کے موجود ہوتے ہوئے کسی غلط بات یا گمراہی پر سب کا اجماع واتفاق نہیں ہوسکتا۔

امام ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین اور آخری پیغمبر ہونے کی طرف اشارہ ہے' کیونکہ جب آپ کی بعثت و رسالت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے اور پورے عالم کے لئے عام ہوئی تو اب کسی دوسرے جدید نبی ورسول کی ضرورت باقی نہیں رہتی' اسی لئے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی اپنی جگہ اپنی نبوت پر برقرار ہونے کے باوجود شریعت محمدیؐ پر عمل کریں گے' جیسا کہ صحیح روایات حدیث سے ثابت ہے۔

رسول کریم ﷺ کی بعثت و رسالت ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے عام ہونے پر یہ آیت بھی بہت واضح ثبوت ہے' اس کے علاوہ قرآن کریم کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں' مثلاً ارشاد ہے:

"واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ" یعنی یہ قرآن مجھ پر بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ میں تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور ان لوگوں کو بھی جن کو میرے بعد یہ قرآن پہنچے۔

آنحضرت ﷺ کی چند اہم خصوصیات:

ابن کثیرؒ نے بحوالہ مسند احمد سند قوی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول کریم ﷺ نماز تہجد میں مشغول تھے صحابہ کرامؓ کو خوف ہوا کہ کوئی دشمن حملہ نہ کردے' اس لئے آپ کے گرد جمع ہوگئے' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ آج کی رات مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی رسول و نبی کو نہیں ملیں' اول یہ کہ میری رسالت و نبوت کو ساری دنیا کی کل اقوام کے لئے عام کیا گیا ہے اور مجھ سے پہلے جتنے انبیاء آئے' ان کی دعوت و بعثت صرف اپنی اپنی قوم کے ساتھ مخصوص ہوتی تھی' دوسری بات یہ ہے کہ مجھے میرے دشمن کے مقابلہ میں ایسا رعب عطا کیا گیا ہے کہ وہ مجھ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ہو تو میرا رعب اس پر چھا جاتا ہے' تیسرے یہ کہ میرے لئے کفار سے حاصل شدہ مال غنیمت حلال کردیا گیا' حالانکہ پچھلی امتوں کے لئے حلال نہ تھا بلکہ اس کا استعمال کرنا گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا' ان کے مال غنیمت کا صرف یہ مصرف تھا کہ آسمان سے ایک بجلی آئے اور اس کو جلا کر خاک کردے' چوتھے یہ کہ میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور پاک کرنے کا ذریعہ بنادیا کہ ہماری نماز زمین پر ہر جگہ ہوجاتی ہے مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں بخلاف پہلی امتوں کے کہ ان کی عبادت صرف ان کے عبادت خانوں کے ساتھ مخصوص تھی' اپنے گھروں میں یا جنگل وغیرہ میں ان کی نماز و عبادت نہ ہوتی تھی' نیز یہ کہ جب پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو خواہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی بیماری کے سبب تو وضو کے بجائے مٹی سے تیمم کرنا' اس امت کے لئے طہارت و وضو کے قائم مقام ہوجاتا ہے' پچھلی امتوں کے لئے یہ آسانی نہ تھی' پھر فرمایا اور پانچویں چیز کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں وہ خود ہی اپنی نظیر ہے' وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر رسول کو ایک دعا کی قبولیت ایسی عطا فرمائی ہے کہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اور ہر رسول و نبی نے اپنی اپنی دعا کو اپنے خاص خاص مقصدوں کے لئے استعمال کرلیا وہ مقصد حاصل ہوگئے مجھ سے بھی کہا گیا کہ آپ کوئی دعا کریں؟ میں نے اپنی دعا کو آخرت کے لئے محفوظ کرادیا' وہ دعا تمہارے اور قیامت تک جو شخص "لا الہ الا اللہ" کی شہادت دینے والا ہوگا اس کے کام آئے گی۔

نیز امام احمد کی ایک روایت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرا مبعوث ہونا سنے خواہ وہ میری امت میں ہو یا یہودی' نصرانی ہو اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے گا تو جہنم میں جائے گا۔

صحیح بخاری میں اسی آیت کے تحت میں بروایت ابودرداءؓ نقل کیا ہے کہ ابوبکر و عمرؓ کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوا' حضرت عمرؓ ناراض ہوکر چلے گئے' یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ بھی ان کو منانے کے لئے چلے مگر حضرت عمرؓ نے نہ مانا' یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ کر دروازہ بند کرلیا' مجبوراً صدیق اکبرؓ واپس ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے' ادھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور یہ بھی گھر سے نکل کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنا واقعہ عرض کیا' ابوالدرداءؓ کا بیان ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوگئے' جب صدیق اکبرؓ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ پر عتاب ہونے لگا تو عرض کیا یا رسول اللہ! زیادہ قصور میرا ہی تھا' رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے ایک ساتھی کو اپنی ایذاؤں سے چھوڑ دو' کیا تم نہیں جانتے کہ جب میں نے باذن خداوندی یہ کہا کہ: "یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" تو تم سب نے مجھے جھٹلایا صرف ابوبکرؓ ہی تھے جنہوں نے پہلی بار میری تصدیق کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے آنحضرت ﷺ کا تمام موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اور ہر ملک ہر خطہ کے باشندوں کے لئے اور ہر قوم و برادری کے لئے رسول عام ہونا ثابت ہوا اور یہ کہ آپ کی بعثت کے بعد جو شخص آپ پر ایمان نہیں لایا وہ اگرچہ کسی سابق شریعت و کتاب کا یا کسی اور مذہب و ملت کا پورا پورا اتباع تقویٰ و احتیاط کے ساتھ بھی کررہا ہو وہ ہرگز نجات نہیں پائے گا۔

آخر آیت میں بتلایا کہ میں اس ذات پاک کی طرف سے رسول ہوں' جس کی ملک میں ہیں تمام آسمان اور زمین' وہی زندہ کرتا ہے' وہی مارتا ہے۔

یعنی جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ تمام اقوام عالم کے لئے رسول و نبی ہیں' ان کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں' تو ضروری ہے کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم صحیح راستہ پر قائم رہو۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والے کل راستے بند ہیں بجز اس راستہ کے جو نبی کریم ﷺ نے بتلایا ہے۔

☆☆..........☆☆

گزشتہ سے پیوستہ

قانون توہینِ رسالت میں کمزوریاں؟

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی خدمت میں!

مولانا سعید احمد جلال پوری

قرآن، حدیث، فقہ وفتاویٰ اور چودہ صدیوں کے اکابر کی تصریحات وتحقیقات سے ہٹ کر دیکھئے تو وہ اسمبلی جو قوم کی نمائندہ کہلاتی ہے، اس نے بھی یہی فیصلہ دیا ہے، چنانچہ خود تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی مجریہ ایکٹ ۱۹۸۴ء میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے سزائے موت تجویز کی گئی ہے، ملاحظہ ہو:

"جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کئے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں یا دکھلائی دینے والی تمثیل کے ذریعہ یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریم (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔"

چونکہ توہین رسالت جیسے بدترین جرم کی سزا میں عمر قید کے الفاظ، اس جرم کی شدت میں تخفیف اور اس موذی کے ساتھ نرمی کی نشاندہی کرتے تھے اور کسی عاشق رسول کے لئے یہ ناقابل برداشت تھا کہ کوئی بدبخت، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے جرم کا ارتکاب کرے اور وہ چند سال کی سزا بھگت کر جیل سے باہر آجائے، اس لئے ہمارے قانون ساز اداروں کے ذمہ داروں کو بعد از وقت سہی وبہر حال یہ خیال آ گیا کہ اس قانون کی اصلاح ہونی چاہئے اور اس دفعہ سے "عمر قید" کے الفاظ حذف ہونے چاہئیں۔ چنانچہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۲/جون ۱۹۹۲ء کو ایک متفقہ قرارداد منظور کرتے ہوئے یہ قرار دیا کہ توہین رسالت کے مرتکب کو سزائے موت ہی دی جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی خبر کا متن ملاحظہ ہو:

"اسلام آباد (نمائندہ جنگ) قومی اسمبلی نے منگل کے دن متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو پھانسی کی سزا دی جائے اور اس ضمن میں مجریہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-ج میں ترمیم کی جائے اور عمر قید کے لفظ حذف کر کے صرف پھانسی کا لفظ رہنے دیا جائے۔ یہ قرارداد آزاد رکن سردار محمد یوسف نے پیش کی اور کہا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب شخص کو سزائے موت دی جائے جب کہ قانون میں عمر قید اور پھانسی کی سزا متعین کی گئی ہے۔ مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی نے بتایا کہ وزیر اعظم کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا تھا جس میں تمام مکتبہ فکر کے علماء نے شرکت کی تھی اس اجلاس میں طے پایا تھا کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو کم تر سزا نہیں دینی چاہئے اس کی سزا موت ہونی چاہئے۔ وفاقی وزیر پارلیمانی امور چوہدری امیر حسن نے کہا کہ حکومت اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتی حکومت اس ضمن میں پہلے بھی قانون سازی کی تیاری کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس ضمن میں ایک ترمیمی بل سینیٹ میں پیش ہو چکا ہے۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۳/جون ۱۹۹۲ء)

کیا ہم جناب خالد مسعود صاحب سے پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن، حدیث، فقہ اور قانون توہین رسالت کی مندرجہ بالا دفعات میں کہیں اس کا تذکرہ ہے کہ اگر کسی سے سہواً اس کا ارتکاب ہو جائے یا کسی نے توہین رسالت پر مشتمل کسی کی کوئی کتاب یا کوئی مضمون اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھا ہو تو اس کو بھی پکڑ کر توہین رسالت کی سزا دی جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر اس منطقی اور فطری قانون کے خلاف آواز اٹھانا یا اس میں کیڑے نکالنا ان کی بیمار ذہنیت کی علامت نہیں؟ جناب خالد مسعود صاحب آپ ان موذیوں کی ہمنوائی کر کے سوچئے آپ اپنا وزن کس پلڑے میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان ہے تو آپ کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور آپ کی توہین وتنقیص کرنے والوں کا نہیں، نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل صفائی کا کردار ادا کرنا چاہئے۔

و:...... جناب خالد مسعود صاحب حدود آرڈی نینس سے متعلق اپنی "ماہرانہ" رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدود اللہ کا کوئی تصور قرآن مجید میں نہیں، یہ تصور فقہا حضرات کا ہے کہ مخصوص سات جرائم کو حدود اللہ کہا جائے۔"

اس کے علاوہ سنڈے میگزین روزنامہ جنگ کراچی ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"قرآن مجید میں حدود اللہ کا لفظ آیا ہے، لیکن ان سزاؤں کے لئے نہیں آیا، وہ طلاق، عدت، رمضان کے سات یا آٹھ قوانین (کے بارہ میں) جب کہ ان سزاؤں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، جتنی بھی آیتیں عام طور پر پڑھی جاتی ہیں، وہ سب ان سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ یہ اللہ کے قانون ہیں، ان سے آپ ہٹیں نہیں۔ یہ جو زنا، قذف، چوری ہیں، ان کے لئے قرآن مجید میں حدود یا حد کا لفظ نہیں ہے، اول تو حدود اللہ کا تصور قرآن مجید کا نہیں ہے، بلکہ فقہاء حضرات کا ہے کہ یہ جو سات جرائم ہیں ان کو حدود اللہ کہا جائے قرآن وسنت میں یہ الفاظ بھی نہیں آئے، حدود کے معانی قرآن میں قانون کے ہیں۔ فقہ میں سزا کا ہے، وہ سزا جو مقرر ہے، اور دوسرا یہ کہ یہ فیصلہ کرنا کہ کون سے قانون حدود اللہ میں آتے ہیں اور کون سی سزائیں اور کون سے جرائم؟ یہ بھی فقہاء کی تشریحات ہیں اور اس میں اختلاف رہا ہے......"

(سنڈے میگزین ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۷ء)

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جناب خالد مسعود صاحب کا یہ کہنا کہ حدود اللہ کا کوئی تصور قرآن مجید میں نہیں، سراسر غلط اور جہالت و دنائت پر مبنی ہے، اس لئے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں حدود اللہ کا ذکر آیا ہے، اور جہاں بھی آیا ہے اسی معنی میں آیا ہے کہ ہم نے جو جو احکام، اصول، قوانین اور مسائل بیان کئے ہیں ان کی پابندی و پاسداری کی جائے اور جو لوگ ان سے تجاوز کریں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حدود سے تجاوز کرنے والے شمار ہوں گے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے مستوجب ہوں گے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱:...... رمضان کی راتوں میں بیویوں سے ہم بستر ہونے، سحر و افطار اور اعتکاف کی حد بندی کرتے ہوئے فرمایا:

"تلک حدود اللہ فلا تقربوھا۔" (البقرہ:۱۸۷)

ترجمہ:...... "یہ حدیں بندھی ہوئی ہیں اللہ کی، سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔"

۲:...... طلاق، رجعت، عدت اور خلع کی حدود وقواعد اور ان کی پابندی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"ولا یحل لکم ان تأخذوا مما آتیتموھن شیئاً الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ۔" (البقرہ:۲۲۹)

ترجمہ:...... "اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ کچھ بھی لو اس میں سے جو تم نے ان کو دیا تھا، مگر جب کہ خاوند عورت دونوں ڈریں اس بات سے کہ قائم نہ رکھ سکیں گے حکم اللہ کا۔"

۳:...... مذکورہ بالا احکام کی پابندی اور ان میں کسی قسم کی کوتاہی یا تغیر و تبدل سے احتراز اور بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا، ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون۔" (البقرہ:۲۲۹)

ترجمہ:...... "پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کی حدیں تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جاوے، یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے سو وہی لوگ ہیں ظالم۔"

۴:...... تیسری طلاق کے بعد جب تک تحلیل شرعی نہ ہو جائے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا جو اس کے خلاف کرے گا حدود الٰہی کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا، چنانچہ ان حدود کی پابندی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود اللہ، وتلک حدود اللہ یبینھا لقوم یعلمون۔" (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ:...... "پھر اگر طلاق دیدے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جائیں اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کی حدیں اور یہ حدیں باندھیں ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو واسطے جاننے والوں کے۔"

۵:...... میراث، ورثا اور ان کے حصص، قرض، وصیت اور ان کے احکام کی حکمت و اہمیت اور ان کی پابندی پر بشارت سناتے ہوئے فرمایا:

"تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر......" (النساء:۱۳)

ترجمہ:...... "یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں۔"

۶:...... جو اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ حدود کی خلاف ورزی کرے، ان کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا ولہ عذاب مھین۔" (النساء:۱۴)

ترجمہ:...... "اور جو کوئی نافرمانی

کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا، اس میں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔"

۷:...... دیہات کے کفار اور منافقین کی شدت اور ان کی حدود اللہ سے ناآشنائی کے بارہ میں فرمایا:

"الاعراب اشد کفراً ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ" (التوبہ:۹۷)

ترجمہ:...... "گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ جو نازل کیں اللہ نے اپنے رسول پر۔"

۸:...... کفار و منافقین کے مقابلہ میں مومنین کی صفات اور ان کی حدود اللہ کی پاسداری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ، وبشر المؤمنین" (التوبہ:۱۱۲)

ترجمہ:...... "اور منع کرنے والے بُری بات سے اور حفاظت کرنے والے ان حدود کی جو باندھی اللہ نے اور خوشخبری سنادے ایمان والوں کو۔"

۹:...... ظہار، کفارۂ ظہار کے احکام اور ان کی بجاآوری کی تلقین کے بعد فرمایا:

"ذلک لتومنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ" (المجادلہ:۴)

ترجمہ:...... "یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ حدود ہیں اللہ کی۔"

۱۰:...... طلاق، عدت اور دوران عدت سکنیٰ کے احکام اور ان کی خلاف ورزی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ" (الطلاق:۱)

ترجمہ: "مت نکالو ان کو ان کے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بے حیائی اور یہ حدود ہیں اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدود سے تو اس نے بُرا کیا اپنا۔"

جاری ہے

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سامراجی نبی کے دعاوی

مرزائی وحی واجب الایمان:

مرزا قادیانی اپنی وحی کو توریت، انجیل، اور قرآن کی طرح مقدس اور یقینی سمجھتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کو فرض اور اس میں شک وشبہ کے اظہار کو کفر قرار دیتا ہے۔ بے شمار حوالوں میں سے مندرجہ ذیل چند عبارتیں ملاحظہ فرمایئے:

الف: ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن کریم۔“ (اربعین ص:۲۵، ج:۴)

ب: (۱) آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
(۲) ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
(۳) بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید
(۴) آن یقینے کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد بروالقا
(۵) واں یقین کلیم برتورات
واں یقین ہائے سید السادات
(۶) کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ترجمہ اشعار

(۱) میں جو خدائی وحی سنتا ہوں، خدا کی قسم میں اس کو خطا اور غلطی سے پاک سمجھتا ہوں۔

(۲) میں اس کو قرآن کی طرح خطا سے منزہ سمجھتا ہوں یہی میرا ایمان ہے۔

(۳) خدا کی قسم! یہ کلام مجید خدائے واحد کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔

(۴) جو یقین کہ عیسیٰ کو اپنے اوپر نازل شدہ کلام پر تھا۔

(۵) اور جو یقین موسیٰ کو تورات پر تھا اور جو یقین محمد عربی کو قرآن پر تھا۔

(۶) میں ان میں سے کسی سے یقین میں کم نہیں ہوں جو غلط اور جھوٹ کہے وہ ملعون ہے۔ (درثمین ص:۲۸۰، مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی، نزول المسیح ص:۹۸)

ج: ”اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص:۸)

مرزا قادیانی کی وحی کی جو صفات ہم نے اوپر کے عنوانات کے تحت باحوالہ ذکر کی ہیں، ان کو دیکھنے کے بعد کسی دانشمند کو ایک لمحہ کے لئے بھی اس میں شک وشبہ نہیں رہ جاتا کہ مرزا قادیانی وحی نبوت، وحی شریعت اور وحی معصوم کا مدعی ہے، اور اس پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے، انصاف کیجئے کہ اس کے باوجود یہ کہنا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا، کہاں تک قرین عقل ہے؟

(د) ”یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہوجاؤں اور میری آخرت تباہ ہوجائے، وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کرسکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے، ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے، اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر، یہ تو ممکن ہے کہ کلام الٰہی کے معنی کرنے میں .... ایک وقت

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

تک مجھ سے خطا ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک کروں کہ خدا کا کلام نہیں۔"

(تجلیات الٰہیہ ص:۲۰ طبع ربوہ)

"میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کرسکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰)

نزول وحی کی کیفیت

نزول وحی کے وقت انبیاء علیہم السلام پر ایک خاص کیفیت طاری ہوا کرتی ہے۔ مرزائی صاحبان مرزا صاحب پر نزول وحی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے جماعت لاہور کے بانی وقائد اول مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

"اس میں کچھ شک نہیں کہ سپریچولسٹ تکلف سے اپنے اندر وہ ربودگی کی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو نبی پر نزول وحی کے وقت منجانب اللہ طاری ہو جاتی ہے، خدا کے فضلوں میں سے جو اس سلسلے میں شامل ہونے سے ہم لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں، ایک یہ بڑا فضل ہے کہ آج ایسے امور کے لکھنے کے لئے ہمیں انکلوں سے کام نہیں لینا پڑتا بلکہ ان حالات کو ہم بچشم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں مشاہدہ کر رہے ہیں، کوئی شخص جب اس سلسلے میں شامل نہیں وہ دعویٰ سے اس مضمون پر قلم نہیں اٹھا سکتا کیونکہ وہ خود اس بات سے بے خبر ہے کہ نزول وحی کس طرح ہوتا ہے، جاننا چاہئے کہ نزول وحی کے وقت عموماً انبیاء پر ایک حالت ربودگی کی طاری ہو جاتی ہے، اگرچہ بعض وقت عین بیداری میں بھی نزول وحی یا مکاشفہ ہو جاتا ہے، اس ربودگی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چونکہ خدائے تعالیٰ کا کلام پاک دوسرے عالم سے آتا ہے، اس لئے جب تک اس طرف سے انقطاع کلی کرکے دوسرے عالم میں انسان اپنے کو نہ پائے، اس وقت تک وہ دوسرے عالم کی حالت کو مشاہدہ بھی نہیں کرپاسکتا مگر یہ ربودگی کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ معمولی اسباب میں سے کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی، بلکہ یکایک ہی یہ حالت آتی ہے اور جب نزول وحی ہو چکتا ہے تو پھر خود ہی وہ حالت جاتی رہتی ہے۔" (مولانا محمد علی امیر جماعت لاہور کا مضمون بعنوان اسلام سپریچولزم و اور مخفی سوسائٹی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ج:۵،ص:۱۳۳، اپریل ۱۹۰۶ء)

اس چشم دید شہادت سے معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کے نزدیک مرزا صاحب پر بھی اسی کیفیت سے وحی نازل ہوتی تھی جس طرح پہلے انبیاء پر۔

نزول جبریل

انبیاء کرام پر وحی کا نزول بذریعہ جبریل ہوتا ہے اور محمد علی لاہوری صاحب نے نزول جبریل کو وحی نبوت کا لازمی خاصہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"انبیاء پر وحی نبوت جبریل کا لے کر آنا اور غیر نبی یا امتی پر نازل نہ ہونا امت محمدیہ میں ایک مسلم امر ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص:۲۸، مطبوعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۴۷ء)

گناہوں کی نحوست

ندیم نواب

مدینہ مسجد بولٹن مارکیٹ کے امام صاحب جمعہ کے بیان میں فرمارہے تھے کہ اللہ کی ناراضگی کی صورت صرف یہی نہیں ہے کہ کسی نیک کام کی توفیق چھن جائے، بلکہ گناہوں کی نحوست سے یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات ہمارے معمولات یعنی ذکر اذکار، نوافل، تہجد، تلاوت وغیرہ کسی مصروفیت کے بڑھ جانے کی وجہ سے چھوٹنے لگتے ہیں، ان عبادات کو کرنے کا جی تو چاہتا ہے لیکن کاروباری مصروفیتیں ہیں، بچوں کو اسکول لانا لیجانا ہوتا ہے، گھر میں دکھ سکھ، مہمانداری غرض کبھی کچھ، کبھی کچھ، اصل معاملہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں اس طرح الجھا دیتے ہیں کہ ہم دنیا کے ہی ہو کر رہ جاتے ہیں اور تمام نیک کام ہم سے چھوٹنے لگتے ہیں۔

میرے پیارے دوستو! ہم سب اپنے آپ کو کارکنان ختم نبوت کہتے ہیں لیکن ہم اس کاز کے لئے اگر وقت نہیں نکال پاتے تو کہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف تو اشارہ نہیں کر رہی ہے؟ ہمیں فوراً اللہ کی طرف رجوع کرکے استغفار کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں باغ ختم نبوت سے نہ نکالے اور مرتے دم تک اس کام سے نہ صرف جوڑے رکھے بلکہ ہمیں ہماری پیشانیوں کے بالوں سے پکڑ کر ختم نبوت کا کام لے لیں۔ آمین۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی اپنے اوپر جبریل علیہ السلام کے نزول کے بھی مدعی ہیں:

’’یعنی میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا ہے، پس مبارک جو اس کو پاوے اور دیکھے۔‘‘ اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے، اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص:۱۰۳)

مرزا قادیانی کے فرزند اکبر مرزا محمود احمد قادیانی کا بیان ہے:

’’میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے، وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی، جس پر نیلا جزدان تھا، وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی، نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے، اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا، میں نے کہا یہ غلط ہے، میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرائیل نہیں آتا کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے، ہم میں بحث ہوگئی، آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا، آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے، جبرائیل اب بھی آتا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل ۱۰/اپریل ۱۹۲۲ء، ص:۶)

لاہوری جماعت کے بانی وقائد اول مسٹر محمد علی مرزا غلام احمد قادیانی پر نزول جبریل کے منکروں کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’جس طرح آج ایک مسلمان بلکہ

قیامت تک آخری نبی

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی دونوں کو ملا کر فرمایا: ’’بعثت انا والساعۃ کھاتین‘‘ (میں اور قیامت دونوں ان انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں) یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ قیامت تو آسکتی ہے مگر نئے نبی ورسول کی آمد قطعی ناممکن ہے۔

’’نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کے جاننے والا ہے۔‘‘ (الاحزاب:۴۰)

مصلح کہلانے والا یہ کہتا ہے کہ جبرائیل کو ایسا کلام لانے کی ضرورت نہیں ہے، جو کسی انسان کے کلام میں پہلے سے موجود ہے، اسی طرح کفار کہتے تھے بلکہ آج تک ان کے وارث عیسائی صاحبان یہی کہتے ہیں کہ جب یہ قصے پہلے موجود تھے تو جبرائیل کے ذریعہ ان کو وحی الٰہی کے طور پر لانے کی ضرورت تھی، مگر افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہوکر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہوکر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے سچے نبی کا بھی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے، اگر یہ لوگ کچھ سوچ سمجھ کر اعتراض کریں، تو نہ آپ ٹھوکر کھائیں نہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے ٹھہریں۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز ص:۳۱۸)

☆☆..............☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

اصل اخلاق

اشتیاق احمد

اپنے دوست آصف محمود کو اس بڑی دکان سے نکلتے دیکھ کر میں چونک اٹھا، میرے قدم رک گئے یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچ گیا۔

''کیا حال ہے، آصف''

میں بول اٹھا: اب اس نے مجھے دیکھا۔

''اوہ: یہ تم ہو... یہاں کیسے کھڑے ہو؟''

تمہیں دیکھ کر رک گیا تھا... ''جانتے ہو، آصف... یہ دکان کس کی ہے؟''

''ہاں جانتا ہوں... یہ دکان ایک مرزائی کی ہے...''

''اور یہ جانتے ہوئے بھی تم نے اس دکان سے سودا خریدا ہے.. یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ کافر ہیں، مرتد ہیں۔''

''ہاں! یہ جانتے ہوئے بھی... دراصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا اخلاق بہت اچھا ہے... جس انداز میں یہ اپنے گاہکوں سے مخاطب ہوتے ہیں، شاید پورے شہر میں کوئی بھی نہیں ہوتا اور ان کے نرخ بھی دوسروں کے مقابلے میں کم ہیں۔''

میرا دوست یہاں تک کہہ کر خاموش ہوگیا، جواب میں، میں مسکرا دیا... میں نے یوں ظاہر کیا جیسے میں نے اس کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا... میں سرسری انداز میں اس سے بولا:

''یار میری خواہش ہے... آج شام کی چائے میرے ساتھ پیو۔''

''ضرور... کیوں نہیں... میں آ جاؤں گا۔''

''ٹھیک پانچ بجے... تم جانتے ہو، میں ہر کام میں وقت کی پابندی کو پیش نظر رکھتا ہوں...''

''بالکل، بالکل!'' جواب میں وہ بھی مسکرا دیا۔

ٹھیک پانچ بجے ہم چائے پی رہے تھے... اس وقت میں نے ایک کتاب اٹھائی، اور اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولا:

''آصف: یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے، کتاب کا نام ہے ''آئینہ کمالات اسلام'' یہ دیکھو، اس

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپیٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

کے صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸ پر یہ لکھا ہے... لکھتا ہے:

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر رنڈیوں کی اولاد یعنی بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی، یعنی میری ان کتابوں کو نہیں مانا۔"

غور سے پڑھو! آصف... یہ لوگ تو ہمیں رنڈیوں کی اولاد کہتے ہیں، ہماری ماؤں کو بدکار عورتیں کہتے ہیں... ان کا اصل اخلاق تو یہ ہے، جو اخلاق یہ اپنی دکانوں پر ظاہر کرتے ہیں وہ تو ان کا ظاہری اخلاق ہے... اپنی دکانداری چمکانے کے لئے... ورنہ حقیقت یہ ہے جو میں نے تمہیں دکھادی ہے، اسی طرح اس نے اپنی کتابوں میں مسلمانوں کو کھلم کھلا گالیاں دی ہیں، اور لکھتا یہ ہے کہ ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے، یہ کتنا بڑا سفید جھوٹ ہے... کوئی ایک مسلمان بھی مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت بھری نظروں سے نہیں دیکھتا... ہم تو مرزا کو اور مرزائیوں کو اور ان کی کتابوں کو اتنی نفرت سے دیکھتے ہیں کہ کیا کسی اور چیز کو نفرت سے دیکھتے ہوں گے... بس سمجھے تو دراصل ان کے اصل اخلاق کی ایک جھلک تمہیں دکھانا تھی... اور یہ بھی جان لو آصف... جو مرزائیوں کو دوست بناتا ہے... میرا اس سے کوئی تعلق نہیں... آج کے بعد تم اس دکان سے کوئی چیز نہ خریدنا... اس صورت میں تم میری دوستی سے ہاتھ دھولو گے... سمجھے؟

میرا لہجہ سخت ہوگیا، چہرہ سرخ ہوگیا، جب کہ آصف محمود کا چہرہ جھک گیا تھا... دراصل وہ حقیقت کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔

☆☆............☆☆

دینی تعلیم

سوال:...... عشرہ مبشرہ کے نام بتایئے؟

جواب:...... عشرہ مبشرہ کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ، (۲) حضرت عمر فاروقؓ، (۳) حضرت عثمان غنیؓ، (۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ، (۵) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، (۶) حضرت طلحہ بن زبیرؓ، (۷) حضرت زبیر بن عوامؓ، (۸) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ، (۹) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، (۱۰) حضرت سعید بن زیدؓ۔

سوال:...... عشرہ مبشرہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی ہے، ان میں دس مشہور ہیں، جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کسے کہتے ہیں؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

سوال:...... قرآن کس تاریخ کو کہاں اور کب نازل ہوا؟

جواب:...... قرآن کریم رمضان المبارک کے مہینے میں شب قدر میں مکہ مکرمہ میں غار حرا میں نازل ہوا۔

سوال:...... قرآن کریم کے کل کتنے پارے ہیں؟

جواب:...... قرآن کریم کے کل تیس پارے ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کی کل کتنی سورتیں ہیں؟

جواب:...... قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کے کل کتنے رکوع ہیں؟

جواب:...... قرآن کریم میں کل ۵۵۷ رکوع ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کی کل کتنی آیات ہیں؟

جواب:...... قرآن کریم کی کل ۶۲۳۲ آیات ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کتنی مدت میں نازل ہوا؟

جواب:...... قرآن کریم کل تیئیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا اور ۲۳ سال کی مدت میں مکمل ہوا۔

سوال:...... قرآن کریم میں کل کتنے سجدے ہیں؟

جواب:...... قرآن کریم میں کل چودہ سجدے ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کون سی ہے؟

جواب:...... قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت سورۂ علق کی ابتدائی آیات ہیں۔

سوال:...... قرآن کریم کی سب سے آخری آیت جو آپؐ پر نازل ہوئی وہ کون سی ہے؟

جواب:...... "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔" (سورۂ مائدہ:۳)

سوال:...... اسلامی سن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب:...... اسلامی سن کو سن ہجری کہا جاتا ہے۔

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی، مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2، فون:7725943، سیل:0323-2371839

بقیہ مثالی حکمراں.....

ہاتھ میں ہیں پھر عیش وعشرت تو ایک طرف رہ گیا اچھا کھانے اور اچھا پہننے کو ترس گئے ہیں تو ان کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی؟ عمر بن عبدالعزیز نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اسے گوارہ کیا۔

آخری وقت میں بھی جب لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ امیرالمومنین! آخری وقت ہی آپ ان کے لئے کچھ وصیت فرما جائیں، آپ نے فرمایا: ”خدا کی قسم میں نے اپنی اولاد کا کوئی حق تلف نہیں کیا، البتہ جو دوسروں کا حق تھا وہ انہیں نہیں دیا، میرا اور ان کا وارث صرف اللہ ہے، میں ان سب کو اس کے سپرد کرتا ہوں اگر یہ اللہ سے ڈریں گے تو اللہ ان کے لئے کوئی سبیل نکالے گا، اگر یہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے تو میں انہیں دولت و مال دے کر ان کے گناہوں کو مضبوط نہیں بناؤں گا،، پھر اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا: ”اے میرے عزیز بچو! دو باتوں میں سے ایک بات تمہارے باپ کے اختیار میں تھی، ایک یہ کہ تم دولت مند ہو جاؤ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے، دوم یہ کہ تم محتاج رہو اور تمہارا باپ جنت میں داخل ہو جائے، میں نے دوسری بات پسند کرلی ہے اب میں تمہیں صرف اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔“

سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں ادا فرماتے اور رات کو تن تنہا اپنی مسجد میں بیٹھ جاتے اور ساری ساری رات گریہ وزاری میں گزارتے یہاں تک کہ آنکھ لگ جاتی، بیدار ہوتے تو پھر اشک فشانی کا سلسلہ شروع ہو جاتا، یہاں تک کہ پھر سو جاتے، رفیقہ حیات فاطمہ سے ان کی یہ حالت نہ دیکھی جاتی ایک دن انہوں نے پوچھ لیا تو فرمایا: ”جب میں سوچتا ہوں کہ اس وقت چھوٹے بڑے، سفید سیاہ کا میں ذمہ دار ہوں تو مجھے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میری سلطنت کے اندر جتنے غریب، مسکین، محتاج، یتیم موجود ہیں ان سب کے متعلق مجھ سے اللہ پوچھے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر دعویٰ کریں گے اگر میں خدا اور رسولؐ کے سامنے جواب نہ دے سکا تو میرا کیا انجام ہوگا؟ اس تصور سے مجھے جان کا خوف پیدا ہو جاتا ہے، میری طاقت گم ہو جاتی ہے میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جس قدر اس وقت کو یاد کرتا ہوں میرا خوف بڑھتا جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بے دریغ بہنے لگتے ہیں۔“

آپ کے دور حکومت میں لوگوں کی رفاہیت اور مال کی فراوانی اس قدر بڑھ گئی کہ عدی ابن ارطاۃ نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے خطرہ ہو رہا ہے کہ لوگوں میں تکبر اور سرکشی پیدا نہ ہو جائے۔ عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ ”اپنے یہاں کے لوگوں سے کہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کریں شکر ہوگا تو انشاء اللہ غرور نہیں ہوگا۔“

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ ”حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مجھے افریقہ کے صدقات کی تحصیل کے لئے بھیجا، میں نے صدقات وصول کر کے ان فقراء کو تلاش کرنا شروع کر دیا، جن پر وہ خرچ کئے جاسکیں، ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو ان صدقات کے لینے پر آمادہ ہو“ اللہ تعالیٰ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہاتھوں لوگوں کو اتنا غنی کر دیا تھا کہ ڈھائی سال کی مختصر مدت کی خلافت میں خوشحالی کی یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ لوگ حکام کے پاس صدقے کا مال لے کر آتے تھے مگر کوئی حاجت مند نہیں ملتا تھا جسے یہ مال دیا جاتا۔

آپ کی عادت تھی کہ سوار ہو کر باہر نکلتے اور آتے جاتے لوگوں سے مل کر ان سے مختلف علاقوں کے حالات معلوم کرتے ایک بار اس مقصد کے لئے آپ اپنے خادم مزاحم کے ساتھ سوار ہو کر نکلے، آج جو مسافر ملا وہ مدینہ شریف سے آرہا تھا اس سے دریافت فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کی کیا حالت ہے؟ اس نے کہا کہ ”میں مدینہ کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہاں ظالم بے بس اور مغلوب ہیں، مظلوم کی دادرسی ہوتی ہے، مالدار کے پاس دولت کی کمی نہیں اور تنگدست بھی خوشحال ہے اور اس کی ضروریات خوب پوری ہو رہی ہیں، یہ سن کر عمر بن عبدالعزیزؒ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: ”قسم خدا کی اگر تمام شہروں کی حالت یہی ہو تو مجھے تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہے۔“

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ”اگر تم سے ہو سکے تو عالم بنو، یہ نہ ہو سکے تو متعلم بنو، یہ نہ ہو تو علماء سے محبت رکھو“ فرمایا: جس نے اس نصیحت کو قبول کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔

خلیفہ سلیمان نے خود ہی یزید بن عبدالملک کو آپ کا جانشین مقرر کر دیا تھا، آپ نے اس کے لئے وصیت نامہ لکھوایا: ”اب میں آخرت کی طرف جا رہا ہوں وہاں خداوند تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا، حساب لے گا اور میں اس سے کچھ نہ چھپا سکوں گا، اگر وہ مجھ سے راضی ہو گیا تو کامیاب ہوں گا اگر وہ راضی نہ ہوا تو افسوس میرے انجام پر۔ تم کو میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہئے، تم میرے بعد زیادہ دیر تک زندہ نہ رہو گے، ایسا نہ ہو کہ تم غفلت میں پڑ جاؤ اور تلافی کا وقت ضائع کر دو۔“

اس کے بعد آپ نے ایک عیسائی کو بلوایا اس سے اپنی قبر کی زمین خریدی عیسائی نے کہا، میرے لئے یہ عزت کیا کم ہے کہ آپ کی ذات پاک میری زمین میں دفن ہو، میں اب عزت کی قیمت وصول نہیں کروں گا آپ نے اصرار کر کے قیمت اسی وقت ادا کردی اور بیس دن بیمار رہ کر ۳۹ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

☆☆..........☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

بحضور سرور کائنات
فداہ روحی وروح ابی وامی ﷺ

خدا کے بعد ملا ہے ترا ہی نام مجھے

فنا ہوا تو ملی منزلِ سلام مجھے
کمالِ بادہ کشی ہے شکستِ جام مجھے

عنایتوں کا یہ عالم کہ زندگی ہمہ کیف
اب اور جو بھی ملے رحمتِ تمام مجھے

نمودِ صبح سعادت، نجوم در آغوش
ملا ہے مہرِ رسالت سے یہ پیام مجھے

چلا ہوں سوئے حرم اور کہکشاں بردوش
فریبِ زیست نے رکھا تھا زیرِ دام مجھے

ہوا یہ نطق محمد، کلامِ حق کا نزول
کمالِ نطقِ بشر ہے ترا کلام مجھے

خوشا یہ شرفِ گرامی کہ کافرانِ عجم
سمجھ رہے ہیں ترے در کا ننگ و نام مجھے

بحدِ نعت گرامی یہی کہے گا بشر
ملا ہے آپ کے در سے مرا مقام مجھے

زمانہ آنکھ سے دیکھے گا محشرِ جذبات
کبھی حضور نے بخشا جو اذنِ عام مجھے

ہر اک بہار نے آکر تری شہادت دی
چمن چمن سے ملا ہے ترا پیام مجھے

بہارِ مدح مسلسل ہے تا بعرشِ بریں
خدا کے بعد ملا ہے ترا ہی نام مجھے

ظفر نہ پوچھ، قیامت ہے وہ نظر جس نے
سکھا دیا ہے تمنا کا احترام مجھے

مولانا ریاست علی ظفر بجنوری، دیوبند

سالِ نو کی پہلی سہ ماہی میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ضلعی وعلاقائی ختم نبوت کانفرنسیں

۱:۔ ۶،۷/مارچ ختم نبوت کانفرنس، رحیم یار خان اور ضلع بھر کا تبلیغی دورہ۔

۲:۔ ۸/مارچ ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ

۳:۔ ۹/مارچ ختم نبوت کانفرنس، محراب پور

۴:۔ ۱۰/مارچ ختم نبوت کانفرنس، گمبٹ

۵:۔ ۱۱/مارچ ختم نبوت کانفرنس، سکھر

۶:۔ ۱۲/مارچ ختم نبوت کانفرنس، پنوں عاقل

۷:۔ ۱۳/مارچ ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی

۸:۔ ۱۶/مارچ ختم نبوت کانفرنس، بہاولنگر

۹:۔ ۱۷/مارچ ختم نبوت کانفرنس، وہاڑی

۱۰:۔ ۱۸/مارچ ختم نبوت کانفرنس، خانیوال

۱۱:۔ ۱۹/مارچ ختم نبوت کانفرنس، ساہیوال

۱۲:۔ ۲۰/مارچ ختم نبوت کانفرنس، پاکپتن

۱۳:۔ ۲۱/مارچ ختم نبوت کانفرنس، اوکاڑہ

۱۴:۔ ۲۲/مارچ ختم نبوت کانفرنس، جھنگ

۱۵:۔ ۲۳/مارچ ختم نبوت کانفرنس، خوشاب

۱۶:۔ ۲۴/مارچ ختم نبوت کانفرنس، میانوالی

۱۷:۔ ۲۵/مارچ ختم نبوت کانفرنس، بھکر

۱۸:۔ ۲۶/مارچ ختم نبوت کانفرنس، لیہ

۱۹:۔ ۲۷/مارچ ختم نبوت کانفرنس، چنیوٹ

۲۰:۔ ۲۸/مارچ ختم نبوت کانفرنس، دن کو چناب نگر، رات کو فیصل آباد

۲۱:۔ ۲۹/مارچ ختم نبوت کانفرنس، شیخوپورہ

۲۲:۔ ۳۰/مارچ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

۲۳:۔ ۳۱/مارچ ختم نبوت کانفرنس، سیالکوٹ

۲۴:۔ یکم/اپریل ختم نبوت کانفرنس، نارووال

۲۵:۔ ۲/اپریل ختم نبوت کانفرنس، گوجرانوالہ

۲۶:۔ ۳/اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو بھمبر، رات کو گجرات

۲۷:۔ ۴/اپریل ختم نبوت کانفرنس، دن کو منڈی بہاءالدین، رات کو چکوال

۲۸:۔ ۵/اپریل ختم نبوت کانفرنس، حافظ آباد

۲۹:۔ ۶/اپریل ختم نبوت کانفرنس، پیچہ وطنی

۳۰:۔ ۷/اپریل ختم نبوت کانفرنس، ملتان

مقامی علماء کرام و مرکزی رہنما خطاب فرمائیں گے۔

تمام مسلمانوں اور جماعتی احباب ان کانفرنسوں میں بھرپور شرکت فرما کر انہیں کامیاب فرمائیں۔

REGD. NO. SS-160

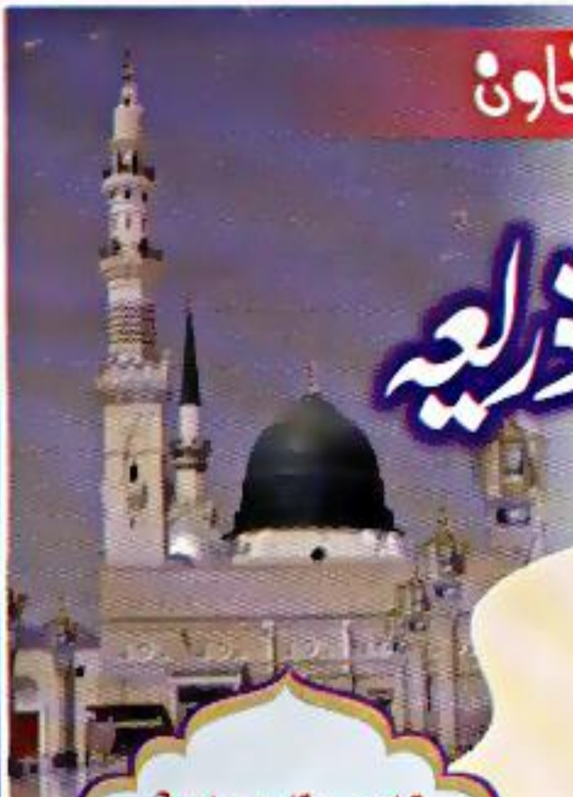

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

تمام صدقاتِ جاریہ
میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دینے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ